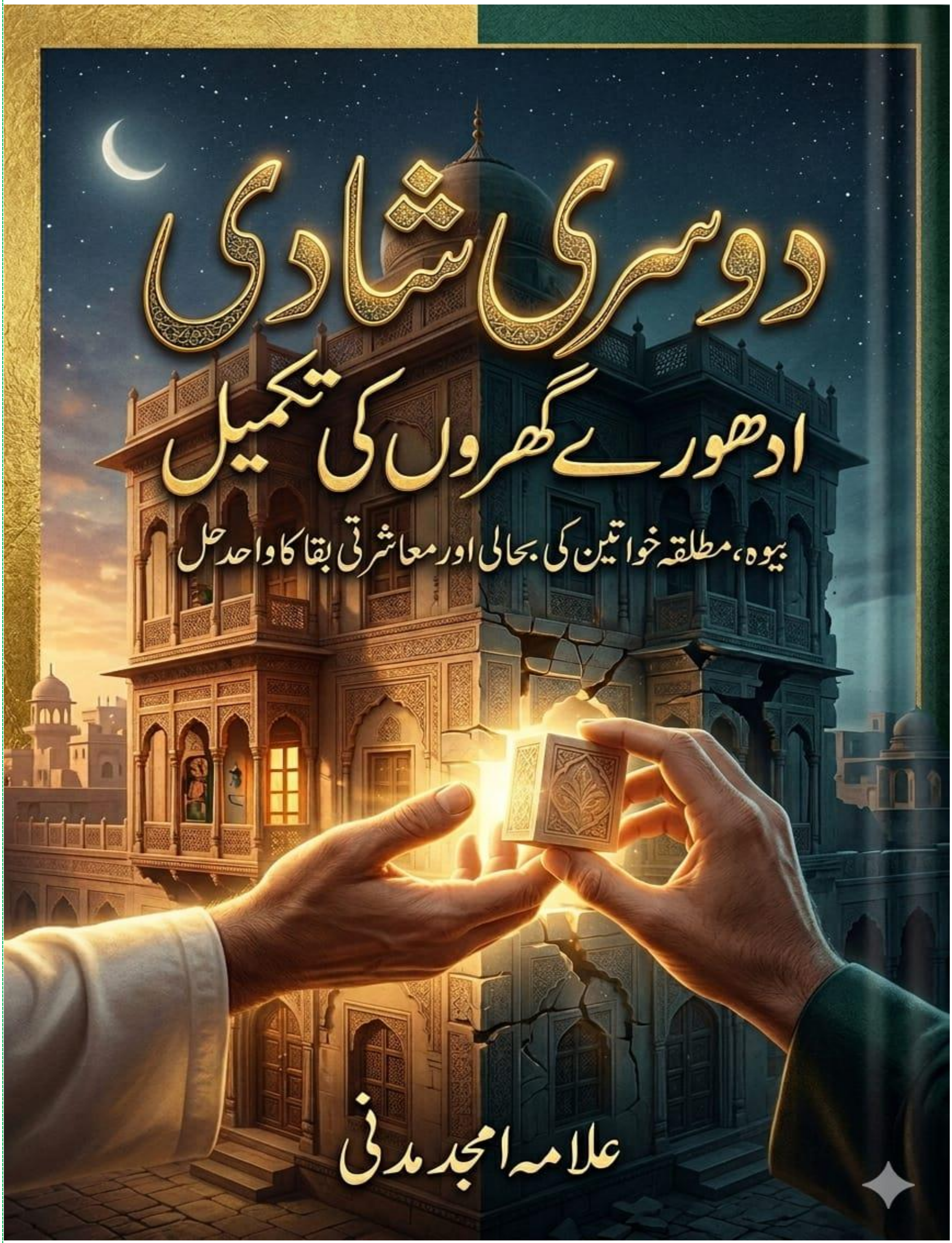

دوسری شادی
ادھورے گھروں کی تکمیل
بیوہ، مطلقہ خواتین کی بحالی اور معاشرتی بقا کا واحد حل
علامہ امجد مدنی

Table of Contents

انسانی جبلت، نظامِ کائنات اور تعددِ ازدواج کی شرعی ضرورت

انسانی جبلت اور کائنات کے نظام پر غور کرنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے مرد کی فطرت اور طبیعت میں ایک سے زیادہ عورتوں کی خواہش کا مادہ رکھا ہے۔ یہ کوئی عیب یا نقص نہیں، بلکہ ایک فطری تقاضا ہے جسے خالقِ کائنات نے اپنی حکمتِ بالغہ سے تخلیق کیا ہے۔ اسلام، جو کہ دینِ فطرت ہے، اس نے انسانی جبلت کو دبانے یا کچلنے کے بجائے اس کی تسکین کے لیے ایک پاکیزہ اور بہترین راستہ "نکاح" کی صورت میں عطا کیا ہے۔

قرآنِ کریم نے جب نکاح کا بنیادی حکم بیان کیا تو اس کی شروعات ہی ایک کے بجائے دو، تین اور چار سے کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ [1]

ترجمہ: پس نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں، دو دو، تین تین اور چار چار سے۔"

---

1 (سورۃ النساء:3)

یہی وجہ ہے کہ تاریخِ اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں (تعددِ ازدواج) کا رواج تسلسل کے ساتھ ملتا ہے۔ جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امت کے جید علمائے کرام کی پاکیزہ زندگیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے اس اذنِ الٰہی پر عمل پیرا ہو کر معاشرے کی اصلاح فرمائی۔ یہاں تک کہ جو شخص دنیا میں اس نعمت سے (کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر) فائدہ نہ اٹھا سکے، اس کے لیے بھی آخرت میں جنت میں داخلے کی صورت میں حوروں کا مژدہ موجود ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مرد کی یہ قلبی و فطری خواہش ربِ کریم کے ہاں معتبر اور پسندیدہ ہے۔

میری اپنی زندگی میں بھی ایک ایسا مرحلہ آیا جب میرے دل میں دوسری شادی کی خواہش بیدار ہوئی۔ یہ محض ایک جذباتی فیصلہ نہ تھا، بلکہ الحمدللہ میں مالی وجسمانی طور پر صاحبِ استطاعت تھا اور خود میں اس ذمہ داری کو نبھانے کی بھرپور وسعت محسوس کرتا تھا۔ شریعتِ مطہرہ نے جس امر کی اجازت دی تھی، جب میں نے اس حوالے سے اپنے خاندان اور معاشرے میں بات کی، تو گویا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ہر طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور اپنوں سے لے کر بیگانوں تک، ہر کوئی طعن اور تشنیع کا نشانہ بنانے لگا۔ نہ رشتہ داروں میں کوئی تفہیم کا پہلو نظر آیا اور نہ ہی گھر والوں میں کوئی

ساتھ دینے والا ملا۔ معاشرے کی بے حسی کا عالم یہ تھا کہ دوسری شادی کی بات کرنا پورے خاندان میں ایک سنگین جرم اور محاذ آرائی کا سبب بن گیا۔

اس معاشرتی رویے کا سب سے بڑا تضاد یہ تھا کہ میرے ہی خاندان اور برادری میں بیشمار بیوہ اور طلاق یافتہ خواتین موجود تھیں، جو تنہائی اور بے بسی کی حالت میں اپنی زندگی کے دن گزارنے پر مجبور تھیں اور جن کی کفالت اور آبادکاری کے لیے کوئی آگے بڑھنے کو تیار نہ تھا۔؛ لیکن ہر طرف سے بڑھتی ہوئی مخالفت، بے جا رکاوٹوں اور سماجی دباؤ کو دیکھ کر بالآخر مجھے اپنی اس جائز خواہش کا گلا گھونٹنا پڑا۔

مایوسی اور اس سماجی جمود کے اس کٹھن دور میں، میں نے قلم کا سہارا لیا اور معاشرے کے اس تاریک پہلو پر غور کرنا شروع کیا۔ میں نے سوچا کہ مجھ جیسے کتنے ہی نوجوان اور مرد ہوں گے، جو شرعی اور فطری طور پر دوسری شادی کی حاجت اور ضرورت محسوس کرتے ہوں گے، لیکن اس شدید سماجی دباؤ، مالی تنگی کے موہوم خوف، خاندانی رکاوٹوں اور معاشرتی طعنوں سے تنگ آکر یا تو کسی غلط راستے پر چل پڑتے ہوں گے یا پھر گھٹ گھٹ کر خاموشی کا زہر پی رہے ہوں گے۔

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑہا مرتبہ شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس کٹھن آزمائش میں بھی گمراہی اور برے راستے سے محفوظ رکھا۔ الحمدللہ حمداً کثیراً۔ جب حلال کا راستہ مسدود (بند) کر دیا جاتا ہے، تو بالآخر انسانی طبیعت برائی کی طرف مائل ہونے لگتی ہے اور تسکینِ شہوت کے لیے ناجائز ذرائع اور بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے، جو کہ پورے مسلم معاشرے کی اخلاقی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

میرے ناقص گمان کے مطابق، وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو دوسری شادی کے شرعی حق سے روکتی ہیں، وہ نادانستہ طور پر اپنے مردوں کو برائی کی دلدل میں دھکیلنے کا سبب بن رہی ہیں۔ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مرد کو عدل وانصاف کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ اجازت دی ہے، تو کسی بھی مومنہ خاتون کو اس پاکیزہ راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ ایک مسلمان عورت کا شیوہ تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے اور اسے دل وجان سے قبول کرے

زیرِ نظر مقالہ اور کتاب اسی اہم ترین ضرورت کو اجاگر کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے کہ کس طرح تعددِ ازدواج معاشرتی برائیوں کا سدِباب بن سکتا ہے اور کس طرح

اس سنت کو زندہ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس کتاب میں جہاں مردوں کو عدل، برابری اور انصاف کی کڑی تلقین کی گئی ہے، وہاں خواتین کو بھی اس عظیم شرعی مصلحت کو سمجھنے اور اسے فراخدلی سے قبول کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اللہ پاک اس مخلصانہ اور ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اسے معاشرے کی اخلاقی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

طالبِ دعا:

علامہ امجد مدنی

رابطہ نمبر:03113256982

دوسری شادی کے حق میں قرآن وحدیث سے دلائل انتہائی واضح ہیں

تعددِ ازدواج اور قرآنِ حکیم کا اسلوب

اللہ رب العزت نے کائنات کے اس وسیع نظام کو 'جوڑوں' کی شکل میں تخلیق فرمایا اور انسانی فطرت کی تسکین و بقا کے لیے نکاح کا پاکیزہ بندھن عطا کیا۔ قرآنِ کریم، جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے مشعلِ راہ ہے، اس نے نہ صرف ایک نکاح کی ترغیب دی بلکہ مخصوص حالات اور سماجی و انفرادی ضرورتوں کے پیشِ نظر 'تعددِ ازدواج' (ایک سے زائد نکاح) کو ایک ایسی شرعی سہولت اور حکم کے طور پر بیان کیا ہے جو معاشرے کو پاکیزگی اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔

زیرِ نظر باب میں ہم ان قرآنی چشموں سے فیضیاب ہوں گے جہاں خالقِ کائنات نے براہِ راست ایک سے زائد نکاح کا حکم صادر فرمایا یا اپنی نعمتوں کے ذکر میں 'ازواج' (بیویوں) کا تذکرہ فرما کر اس مبارک عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

قرآن مجید میں تعددِ ازدواج کا ذکر صریح الفاظ میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اپنی پسند کے مطابق چار شادیوں تک کی اجازت دی ہے۔

قرآنی ترتیب: دو، تین، چار اور عدل کا تقاضا

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً..[2].

"ترجمہ: "تو جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو، پھر اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی (نکاح) کافی ہے۔"

اس آیت میں "دو، تین اور چار "کا ذکر پہلے کیا گیا اور "ایک "کا ذکر تب کیا گیا جب عدل نہ کر پانے کا خوف ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں اصل رغبت تعددِ ازدواج کی طرف ہے بشرطیکہ عدل قائم رکھا جائے

"خواتین کے نام ایک مخلصانہ پیغام"

1. اللہ کے فیصلے پر سرِ تسلیم خم کرنا

اسلام نام ہی اللہ کی مرضی کے آگے سر جھکا دینے کا ہے۔ جب قرآن کریم نے واضح طور پر ایک سے زائد نکاح کی اجازت دی ہے، تو ایک مومنہ عورت کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ کے حلال کردہ عمل کو دل سے تسلیم

---

[2] سورة النساء، آيت 3:

کرے۔ اس کی مخالفت کرنا یا اسے برا سمجھنا دراصل اس وحی پر اعتراض ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کی بھلائی کے لیے اتاری ہے۔

2 . حلال کو مشکل بنا کر گناہ کا راستہ نہ کھولیں

معاشرے میں جب دوسری شادی کو ایک جرم یا عیب بنا دیا جاتا ہے، تو اس کا نتیجہ اکثر مردوں کے بے راہ روی یا خفیہ تعلقات کی صورت میں نکلتا ہے۔ خواتین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حلال طریقے سے کسی دوسری عورت کو نکاح میں لانا، اسے حقوق دینا اور اسے معاشرے میں مقام دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ کوئی مرد چھپ کر گناہ کرے۔ حلال کی راہ میں رکاوٹ بن کر وہ غیر محسوس طریقے سے گناہ کے فروغ کا سبب بن سکتی ہیں۔

.3 حسد اور جذبات پر ایمان کی فوقیت

یہ ایک فطری امر ہے کہ عورت کے لیے سوکن (دوسری بیوی) کا تصور مشکل ہوتا ہے، لیکن ایمان کا کمال یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی خواہش اور حسد پر اللہ کے حکم کو مقدم رکھے۔ امہات المؤمنین اور صحابیات کی زندگیوں میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے جنہوں نے اس حکمِ الٰہی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

.4 عدل کا مطالبہ کریں، نکاح کی مخالفت نہیں

خواتین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کا شرعی حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ **"عدل"** کیا جائے۔ قرآن نے خود کہا ہے کہ اگر عدل نہ ہو سکے تو ایک ہی کافی ہے۔ لہٰذا، عورت کو مرد سے عدل اور حقوق کی فراہمی کا مطالبہ تو کرنا چاہیے، لیکن سرے سے نکاحِ ثانی کی شرعی اجازت کو چیلنج کرنا حدود اللہ سے تجاوز کے زمرے میں آتا ہے۔

.5 آخرت کی جوابدہی کا احساس

دنیا عارضی ہے اور یہاں کے رشتے بھی امتحان ہیں۔ اگر کوئی خاتون محض انا یا لوگوں کے ڈر سے اپنے شوہر کو ایک شرعی رخصت سے روکتی ہے، تو اسے سوچنا چاہیے کہ کل روزِ قیامت وہ اللہ کو کیا جواب دے گی؟ کیا وہ اس بات کی طاقت رکھتی ہے کہ اللہ کے حلال کردہ کام کو اپنی ضد کی بنا پر روک سکے؟

"حقیقی محبت وہ نہیں جو شوہر کو اللہ کی دی ہوئی رخصت سے محروم کر دے، بلکہ حقیقی محبت وہ ہے جو اسے گناہ سے بچا کر حلال راستے پر چلنے میں مددگار ثابت ہو۔"

"سنتِ انبیاء اور تعددِ ازواج: قرآنی لفظ 'ازواجاً' سے استدلال"

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ ..[3].

ترجمہ: اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انہیں بیویوں والا اور اولاد والا بنایا۔

سورۃ الرعد کی یہ آیت مبارکہ اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتی ہے کہ گھر بار بسانا، صاحبِ اولاد ہونا اور ایک سے زائد نکاح کرنا کوئی دنیاوی لغزش نہیں، بلکہ اللہ کے برگزیدہ رسولوں کی مبارک سنت ہے۔

قرآنِ کریم نے یہاں لفظ "**أَزْوَاجاً**" (بیویاں) استعمال کر کے یہ نکتہ واضح کر دیا کہ کثرتِ ازواج منشائے الٰہی اور انبیاء کی زندگیوں کا حسن رہا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایک صالح معاشرے کی تشکیل اور نسلِ انسانی کی بقا کے لیے ایک سے زائد نکاح کا عمل نہ صرف جائز ہے بلکہ انبیاء کی زندگیوں سے ثابت شدہ ایک ایسا "مقدس عمل" ہے جو انسان کی روحانی اور سماجی بالیدگی کا باعث بنتا ہے۔

جو شخص سنتِ انبیاء کی پیروی کرتے ہوئے اس راستے کو اپناتا ہے، وہ دراصل اسی پاکیزہ سلسلے کی کڑی بن جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ عمل محض ضرورت نہیں، بلکہ اس عظیم الشان سنت کا احیاء ہے جو انسانیت کو فتنوں سے بچا کر ایک مضبوط اور وسیع خاندان کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

---

[3] سورۃ الرعد، آیت 38:

یہاں ہم تاریخی اور روایتی تسلسل کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کی عائلی زندگی، ان کی ازواجِ مطہرات کے نام اور ان کی تعداد کا تذکرہ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام (۴ ازواج)[4]

مستند اسلامی تاریخ اور تورات کی روایات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چار ازواج تھیں۔ ان میں سے دو کا ذکر اسلامی روایات میں بہت کثرت سے ہے۔

1. **حضرت سارہ علیہا السلام**) حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ
2. **حضرت ہاجرہ علیہا السلام**) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ
3. **قنطورہ بنت یقطن**) ان سے چھ بیٹے پیدا ہوئے
4. **حجون بنت امین**) یا حجور

حضرت یعقوب علیہ السلام (۴ ازواج)[5]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی 2 ازواج اور 2 باندی تھیں، جن سے ان کے ۱۲ بیٹے (بنو اسرائیل کے ۱۲ قبیلے) پیدا ہوئے۔

1. **لیاہ (Leah) بنت لابان** :(ان سے ٦ بیٹے ہوئے)۔

- [4] **حوالہ**: علامہ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (جلد ۱، ذکرِ فضائلِ ابراہیم علیہ السلام)؛ نیز صحیح بخاری میں حضرت ہاجرہ اور سارہ کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔
- المستدرك على موسوعة التفسير المأثور ' الطبقات الكبير:

[5] **حوالہ**: ابن کثیر، قصص الانبیاء (ذکرِ يعقوب عليه السلام)؛

2. **راحیل (Rachel) بنت لابان :**(حضرت یوسف اور بنیامین کی والدہ)۔
3. **بلہاہ :(Bilhah)** (لونڈی تھیں، ۲ بیٹے ہوئے)۔
4. **زلفاہ :(Zilpah)** (۲ بیٹے ہوئے)۔

سیدنا داؤد و سلیمان علیہما السلام کی تعدادِ ازواج اور تاریخی حقائق

«ما آتى الله سليمان بن داود كانت له ألف امرأة.

سبعمائة مهرية وثلاثمائة سرية، وكانت لداود عليه السلام مائة امرأة منهن امرأة أوريا أم سليمان بن داود التي تزوجها بعد الفتنة هذا أكثر مما لمحمد صلى الله عليه وسلم.

وقد ذكر الكلبي نحو هذا وأنه كان لداود عليه السلام مائة امرأة ولسليمان ألف امرأة، منهن ثلاثمائة سرية.»[6]

"اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو جو کچھ عطا فرمایا تھا(اس کی وسعت کا عالم یہ تھا کہ) ان کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔ جن میں سے سات سو مہر والی (آزاد عورتاں جن سے نکاح ہوا) تھیں اور تین سو سرّیات (کنیزیں) تھیں۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو(100)بیویاں تھیں، جن میں سے ایک 'اوریا' کی سابقہ بیوی (بت سبع) بھی تھیں جو سلیمان بن داؤد کی والدہ بنیں، جن سے انہوں نے آزمائش (کے دور) کے بعد نکاح کیا تھا۔ یہ تعداد نبی کریم محمد ﷺ کی ازواج کی تعداد سے زیادہ ہے۔ اور ابن الکلبی نے بھی اسی طرح کا تذکرہ کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی سو(100)بیویاں تھیں اور سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں، جن میں سے تین سو کنیزیں تھیں۔"

---

[6] قصص الأنبياء من البداية والنهاية - ت عبد الواحد (ابن كثير)

جنت کی نعمتوں کے ذکر میں اللہ فرماتا ہے

...وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ترجمہ: "اور ان کے لیے وہاں (جنت میں) پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کی فہرست میں " أَزْوَاجٌ "(جمع کا صیغہ) استعمال فرمایا ہے۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک سے زائد رفیقِ حیات کا ہونا فی نفسہِ ایک "خوبی" اور "انعام" ہے، جسے اللہ نے جنت جیسی مثالی جگہ کے لیے پسند فرمایا۔ اگر ایک سے زائد بیویاں ہونا (فطری طور پر) کوئی ناپسندیدہ امر ہوتا تو اللہ اسے جنت کی نعمت کے طور پر ذکر نہ فرماتا۔

قیامت کے دن کی رفاقت

نیک مردوں اور ان کی بیویوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا گیا:

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (سورۃ الزخرف:70)

ترجمہ: "تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ، تمہاری آؤ بھگت کی جائے گی

یہاں بھی "ازواج" (جمع) کا خطاب ہے، جو اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ ایک مرد کی کئی بیویاں بھی اس کے ساتھ جنت کی خوشیوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔

عباد الرحمن کی ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ یہ دعا مانگتے ہیں

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ...

ترجمہ: "اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔"

ایک صالح مرد کی دعا میں "ازواج" (جمع) کا ہونا ثابت کرتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں اگر نیک ہوں تو وہ مل کر انسان کی زندگی کو پرسکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو خطاب اور ازواج کا ذکر

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے حوالے سے اللہ فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ سورہ الاحزاب

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا...(سورۃ الاحزاب:28)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیں: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو...

یہاں اَزۡوَاجُہٗۤ اور "أَزْواجِکَ" (آپ کی بیویاں) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ آیت اس بات کی زندہ جاوید دلیل ہے کہ کائنات کی سب سے مقدس ہستی (ﷺ) کے گھرانے میں ایک سے زائد ازواج موجود تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں (جمع) کے طور پر مخاطب فرمایا۔ یہ تعددِ ازدواج کے "باعزت اور مقدس" ہونے کی بہترین مثال ہے

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے عقدِ مبارک میں یکے بعد دیگرے اور بعض اوقات بیک وقت متعدد ازواج رہیں۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے قانون سازی، عفت کی حفاظت، بیواؤں کی دستگیری اور اشاعتِ دین کا سب سے بڑا ذریعہ بنا۔

ازواجِ مطہرات کے نام (ترتیبِ نکاح کے ساتھ):

1. حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا
2. حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
3. حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا
4. حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
5. حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
6. حضرت ام سلمہ (ہند بنت ابی امیہ) رضی اللہ عنہا
7. حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
8. حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
9. حضرت ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان) رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا

10. حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

کثرتِ ازدواج: رہبانیت کا خاتمہ اور کمالِ سنتِ نبوی ﷺ

«عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَصُومُ وَلَا أُفْطِرُ. فَقَامَ، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: " مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا؟! لَكِنْ أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي "»

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے چند لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے آپ ﷺ کے ان اعمال کے بارے میں دریافت کیا جو آپ ﷺ خلوت (گھر کے اندر) میں سرانجام دیتے تھے۔ (جب انہیں اعمال کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی عبادت کو کم جانا) پس ان میں سے بعض نے کہا: "میں (عبادت کے لیے) عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔" بعض نے کہا: "میں (زہد کی بنا پر) گوشت نہیں کھاؤں گا۔" بعض نے کہا: "میں بستر پر نہیں سوؤں گا (بلکہ رات بھر عبادت کروں گا)۔" اور بعض نے کہا: "میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔"

جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا" **: ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہی ہیں؟! حالانکہ میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی**

ہوں، (نفل) روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل کے لیے "**أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ**" (میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں) کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ عربی زبان کے قواعد کی رو سے "النساء" جمع کا صیغہ ہے، جو کم از کم تین یا اس سے زائد کے لیے بولا جاتا ہے۔ اگر آپ ﷺ کا مقصد صرف ایک شادی کی اباحیت بیان کرنا ہوتا تو آپ "المرأۃ" (واحد) فرما سکتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہاں جمع کا صیغہ استعمال کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایک سے زائد شادیاں کرنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کی سنتِ جلیلہ ہے۔

صحابیِ رسول کا یہ سوچنا کہ "میں نکاح نہیں کروں گا تاکہ مکمل طور پر دین اور عبادت کے لیے فارغ ہو جاؤں"، دراصل رہبانیت (دنیا کو بالکل چھوڑ دینے) کی طرف جھکاؤ تھا۔ آپ ﷺ نے اس سوچ کو سختی سے مسترد فرمایا۔ اس سے یہ استدلال ملتا ہے کہ اسلام میں کثرتِ ازدواج اور خاندانی ذمہ داریاں اٹھانا، اللہ کے قرب میں رکاوٹ نہیں بلکہ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

دنیا کے دیگر مذاہب میں تقدس کا معیار تجرد (کنوارا رہنے) کو مانا جاتا تھا، لیکن اسلام نے اس نظریے کو بدل دیا۔ کائنات کے سب سے متقی اور امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زائد نکاح فرمائے۔

لہٰذا، عفت و پاکدامنی کے ساتھ ایک سے زائد شادیاں کرنا انسان کے تقویٰ کو کم نہیں کرتا، بلکہ سنت کی پیروی کی وجہ سے اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي" (جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں) ایک بہت بڑی تنبیہ ہے۔ شراحِ حدیث فرماتے ہیں کہ نکاح اور خصوصاً کثرتِ ازدواج (جب مرد اس کی

استطاعت اور عدل کی طاقت رکھتا ہو) کو حقیر سمجھنا یا اس سے نفرت کرنا انسان کو سنت کے دائرے سے دور کر دیتا ہے۔ چنانچہ، دوسری شادی کو معیوب سمجھنے والے سماجی رویوں کا رد اس حدیث سے بخوبی ہوتا ہے۔

کثرتِ نسل اور شوکتِ امت: تعددِ ازدواج کا کائناتی مقصد

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيدًا، وَيَقُولُ: «تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ؛ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ الْأَنْبِيَاءَ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (صحابہ کرام کو) نکاح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے، اور رہبانیت (شادی نہ کر کے تارکِ دنیا بننے) سے بہت سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے": **ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور کثرت سے بچے جننے والی ہوں، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے انبیاء (علیہم السلام) کے سامنے فخر کروں گا۔"**

نبی کریم ﷺ نے شادی کا بنیادی مقصد اور اپنی دلی خواہش یہ بیان فرمائی کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کی امت کی تعداد دیگر تمام امتوں سے زیادہ ہو۔ ایک مادی اور فطری حقیقت ہے کہ ایک مرد ایک وقت میں ایک ہی عورت سے صاحبِ اولاد ہو سکتا ہے، جس سے اولاد کی تعداد محدود رہتی ہے۔ لیکن اگر وہی مرد استطاعت اور عدل کے ساتھ دو، تین یا چار شادیاں کرتا ہے، تو امتِ مسلمہ کی تعداد میں تیز رفتار اور کثیر اضافہ ممکن ہے۔ لہٰذا، آپ ﷺ کی اس مبارک خواہش (امت کی کثرت) کو پورا کرنے کا سب سے مؤثر شرعی طریقہ تعددِ ازدواج ہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو "الودود" (بہت محبت کرنے والی) اور "الولود" (زیادہ بچے جننے والی) ہوں۔ اگر ایک مرد کی پہلی بیوی میں ان صفات کی کمی ہو، یا وہ کسی بیماری یا عمر کے اس حصے میں ہو جہاں اولاد کی کثرت

ممکن نہ رہے، تو یہ حدیث مرد کو ابھارتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں مایوسی لانے کے بجائے دوسری شادی کرے، تاکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق محبت اور کثرتِ اولاد دونوں مقاصد حاصل ہوسکیں۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "فَإِنِّي مُكَاثِرٌ الْأَنْبِيَاءَ بِكُمْ "(میں تمہاری وجہ سے انبیاء پر فخر کروں گا) ظاہر کرتا ہے کہ جو مرد عفت، عدل اور کثرتِ نسل کی نیت سے دوسرا عقد کرتا ہے، وہ دراصل قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے فخر اور مسرت کا سامان تیار کررہا ہوتا ہے۔ یہ عمل محض ایک ذاتی ضرورت نہیں، بلکہ ایک بہت بڑی مہم ہے جس کا فائدہ براہِ راست امتِ مسلمہ کی شوکت اور قوت کو پہنچتا ہے

معیارِ خیریت اور کثرتِ ازدواج: رئیس المفسرین کا حکیمانہ استدلال

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ لِي: «يَا سَعِيدُ، تَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ كَانَ أَكْثَرَهَا نِسَاءً»

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" **:اے سعید! شادی (نکاح) کرو، کیونکہ اس امت کے سب سے بہترین شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) وہ تھے جن کی بیویاں سب سے زیادہ تھیں۔"**

حضرت ابن عباس نے اپنی بات کو مضبوط کرنے کے لیے امت کے سب سے بہترین وجود، یعنی نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بطورِ دلیل پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ایک سے زیادہ ازواجِ مطہرات کو بیک وقت اپنے عقد میں رکھا۔ ابن عباس کا استدلال یہ ہے کہ اگر ایک سے زائد شادیاں کرنا زہد، تقویٰ اور اللہ کے قرب میں رکاوٹ ہوتیں، تو کائنات کے سب سے

متقی انسان (ﷺ) کبھی اتنے عقد نہ فرماتے۔ لہٰذا، صاحبِ استطاعت مرد کے لیے ایک سے زائد شادیاں کرنا سراسر خیر اور باعثِ برکت ہے۔

شراحِ حدیث (جیسے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ) اس اثر کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ مرد کے لیے کثرتِ نساء (شرعی حدود کے اندر) اس کی مردانگی، قوتِ عفت اور تمدنی صلاحیت کی علامت ہے۔ جو مرد اپنی عفت کی حفاظت کے لیے اور امت کی تعداد بڑھانے کے لیے ایک سے زائد شادیاں کرتا ہے، وہ دراصل اس معاشرتی خیر کا حصہ بن رہا ہے جس کی بنیاد خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی۔

حضرت ابن عباس نے اپنے شاگردِ خاص حضرت سعید بن جبیر کو، جو کہ اس وقت ایک نوجوان اور جلیل القدر عالم تھے، صیغۂ امر کے ساتھ فرمایا" **:تزوّج** "(شادی کرو!)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکابرینِ صحابہ کے نزدیک معاشرے کے باصلاحیت اور صاحبِ علم مردوں کو آگے بڑھ کر شادیاں (اور استطاعت ہو تو زائد شادیاں) کرنی چاہئیں، تاکہ معاشرے سے تجرد اور بے راہ روی کا خاتمہ ہو اور پاکیزہ خاندانوں کی تشکیل ہو۔

عنوان: عفت وطہارت کی آخری سانس تک حفاظت: اسوۂ صحابہ اور ترکِ تجرد

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنْ أَجْلِي إِلَّا عَشَرَةُ أَيَّامٍ، وَأَعْلَمُ أَنِّي أَمُوتُ فِي آخِرِهَا يَوْمًا، لِي فِيهِنَّ طَوْلُ النِّكَاحِ، لَتَزَوَّجْتُ مَخَافَةَ الْفِتْنَةِ»

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"اگر میری زندگی کے دنوں میں سے صرف دس دن بھی باقی رہ جائیں، اور مجھے یقین ہو کہ میں ان کے آخری دن مر جاؤں گا، اور ان دس دنوں میں مجھ میں نکاح (اور اس کے حقوق کی ادائیگی) کی استطاعت بھی ہو، تو میں فتنے کے خوف سے (ان دس دنوں کے لیے بھی) ضرور نکاح کر لوں گا۔"

حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے یہ نہیں فرمایا کہ "جوانی میں نکاح کروں گا"، بلکہ موت کے بالکل قریب (صرف دس دن کی زندگی باقی رہنے پر) بھی نکاح کو ترجیح دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تقویٰ، عفت اور پاکدامنی کا تحفظ انسان پر آخری سانس تک لازم ہے۔ کوئی بھی عمر ایسی نہیں ہے جہاں انسان شیطان کے وار یا باطنی فتنے سے بالکل محفوظ ہو جائے۔ زندگی کے آخری دس دنوں میں نکاح کی خواہش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں نکاح صرف جسمانی لذت کا نام نہیں، بلکہ یہ روح کے سکون، ایک دوسرے کی دلجوئی، تنہائی کے خاتمے اور پاکیزہ ماحول میں زندگی گزارنے کا شرعی ذریعہ ہے۔ فقیہِ امت کا یہ انداز یہ ظاہر کرتا ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک اللہ کے پاس کنوارے یا اکیلے پن کی حالت میں جانے سے بہتر یہ تھا کہ انسان نکاح کی حالت میں، یعنی ایک پاکیزہ شرعی رشتے کے سائے میں موت کو گلے لگائے۔

معاشرے میں ایک بہت بڑا المیہ یہ جنم لے چکا ہے کہ اگر کسی مرد کی بیوی یا کسی عورت کا شوہر انتقال کر جائے، تو عمر کے کسی بھی حصے میں (خواہ وہ جوان ہوں یا ادھیڑ عمر) انہیں دوسری شادی کرنے سے روک دیا جاتا ہے یا وہ خود معاشرتی دباؤ، "لوگ کیا کہیں گے" کے خوف، یا بچوں کی ناراضگی کے ڈر سے خاموشی اختیار کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ان تمام لوگوں کے لیے ایک بہت بڑا تازیانہ اور چشم کشا تنبیہ ہے: جب جلیل القدر صحابی رسول موت سے محض دس دن پہلے بھی اکیلے رہنے کو "فتنہ" قرار دے رہے ہیں، تو ہمارے معاشرے کے لوگ کس مصلحت کے تحت برسوں تک بیوگی یا اکیلے پن کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں؟ کیا ان کا تقویٰ اور عفت حضرت ابن مسعود سے بھی بڑھ کر ہے؟

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچے جوان ہو جائیں تو وہ والدین (خصوصاً والد کے انتقال پر ماں، یا ماں کے انتقال پر بوڑھے باپ) کی دوسری شادی کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ بچوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اپنے والدین کو بڑھاپے کی تنہائی، بیماری کی بے بسی اور نفسیاتی گھٹن کے حوالے کر کے ان پر ظلم کر رہے ہیں۔ شریکِ حیات کا نعم البدل اولاد کبھی نہیں بن سکتی۔ جب جائز اور شرعی راستے (دوسری شادی) کو سماجی دباؤ کے ذریعے بند کر دیا جاتا ہے، تو انسان تنہائی کا شکار ہو کر باطنی، اخلاقی یا نفسیاتی فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عفت کی حفاظت صرف جوانی کا مسئلہ نہیں، بلکہ بڑھاپے میں بھی انسان کو ایک مخلص رفیقِ حیات کی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی جوانی میں۔

مرد ہو یا عورت، شریکِ حیات کے انتقال کے بعد محض رسم و رواج کی قربان گاہ پر اپنی عفت اور سکونِ زندگی کو قربان کر کے بیٹھ جانا اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔ سنتِ صحابہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں پاکیزہ زندگی کو ترجیح دی جائے اور بلا جھجک دوسرا عقد کر کے معاشرے کے لیے ایک اعلیٰ مثال قائم کی جائے۔

عشقِ الٰہی اور کثرتِ ازواج: زہدِ حیدری سے دوسری شادی

«وقال سفيان بن عيينة كثرة النساء ليست من الدنيا لأن علياً رضي الله عنه كان أزهد أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان له أربع نسوة وسبع عشرة سرية» الكتاب: إحياء علوم الدين المؤلف: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (ت 505هـ)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (استادِ امام شافعی) نے ارشاد فرمایا زیادہ بیویاں رکھنا دنیا پرستی اور نفس پرستی کی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب میں سب سے بڑے زاہد (دنیا سے بے رغبت اور خدا مست انسان) تھے، اس کے باوجود (اپنی زندگی کے مختلف ادوار میں) ان کے عقد میں یکوقت چار بیویاں اور سترہ لونڈیاں تھیں۔"

ہمارے معاشرے میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈال دیا ہے کہ جو شخص دوسری شادی کی خواہش کرتا ہے، وہ شاید کوئی نفس پرست، شہوت پرست یا دنیادار انسان ہے، اور جو ایک بیوی پر قناعت کر کے بیٹھا ہے، وہی اصل پارسا ہے۔ امام سفیان بن عیینہ نے اس ایک جملے سے اس باطل اور خود ساختہ بت کو پاش پاش کر دیا۔

وہ فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ بیویاں رکھنا دنیا پرستی ہوتی، تو کائنات میں سب سے پہلے اس سے دور رہنے والے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوتے۔ علی وہ ہیں جنہیں دنیا بوڑھی عورت کی طرح آکر لبھاتی تھی اور آپ فرماتے تھے: "اے دنیا! کسی اور کو جا کر دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں!" دنیا کو تین طلاقیں دینے والے اس شیر خدا کے گھر میں یکوقت چار بیویاں اور سترہ لونڈیاں موجود تھیں۔ معلوم ہوا کہ کثرتِ ازواج دنیا پرستی نہیں، بلکہ عین دینداری، تقویٰ کا کمال اور ایمان کی حفاظت کا سب سے بڑا قلعہ ہے۔ جب زہدِ حیدری کا یہ اسوہ ہمارے سامنے ہے، تو پھر کس ملامت کرنے والے کی ملامت ہمیں دوسری شادی کی اس عظیم سنت سے روک سکتی ہے؟

۔ مردانگی اور روحانیت کا حسین امتزاج سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زندگی گواہ ہے کہ وہ دن کو مصلائے رسول ﷺ پر سب سے زیادہ رونے والے اور راتوں کو خدا کے حضور گڑگڑانے والے عابد تھے۔ لیکن اسی روحانیت کے ساتھ ساتھ آپ کی خاندانی زندگی اتنی بھرپور تھی کہ آپ نے شادیاں بھی کثرت سے کیں اور آپ کی اولاد کی تعداد بھی کثیر تھی۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کا زہد عیسائیت کے راہبوں جیسا نہیں ہے کہ انسان غاروں میں چھپ جائے یا اپنی حلال خواہشات کو دبا کر بیٹھ جائے۔ اسلام کا زہد تو یہ ہے کہ انسان حلال راستوں کو اتنی وسعت دے کہ گناہ کا تصور ہی مٹ جائے۔ جو مرد استطاعت رکھتے ہوئے بھی دوسری شادی سے کتراتا ہے، وہ دراصل صحابہ کے اس مزاج سے ناواقف ہے۔ ایک سچے مومن کو تو تڑپ اٹھنا چاہیے کہ وہ اپنے گھر کو سنتِ علی کا گہوارہ بنائے، جہاں ایک سے زائد پاکدامن عورتیں اس کی عفت کی محافظ بنیں اور اس کی نسل کو دوام بخشیں۔

آج کا مرد دوسری شادی کا نام سنتے ہی معاشرے کے طعنوں، پہلی بیوی کے جھگڑوں اور معاشی بوجھ کے ڈر سے سہم جاتا ہے۔ لیکن جب ہم اس قول میں لفظ **"أربع نسوة"(چار بیویاں)** اور **"سبع عشرة سرية"(سترہ لونڈیاں)** پڑھتے ہیں، تو ایمان کو ایک نئی جلا ملتی ہے۔ شیر خدا سیدنا علی نے فقر و فاقہ کے ادوار بھی دیکھے، تلواروں کے سائے میں زندگی بھی گزاری، لیکن شریعت کے دیے ہوئے اس حق اور سنت کو کبھی ترک نہیں کیا۔

عظمت صوفیا اور کثرتِ ازدواج: طعنِ جاہل کا مسکت جواب

«وسمع بعض العلماء بعض الجهال يطعن على الصوفية فقال: يا هذا ما الذي نقصهم عندك فقال: يأكلون كثيراً فقال: وأنت أيضاً، لو جعت كما يجوعون لأكلت كما يأكلون ثم قال: ماذ؟ قال: ويتزوّجون كثيراً فقال: وأنت أيضاً، لو حفظت فرجك كما يحفظون تزوّجت كما يتزوّجون وأي شيء أيضاً قال: ويسمعون القول قال: وأنت أيضاً، لو نظرت كما ينظرون لسمعت كما يسمعون،»

ایک عالمِ دین نے کسی جاہل شخص کو صوفیائے کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے (اعتراض کرتے) سنا، تو انہوں نے اس سے پوچھا: اے شخص! ان صوفیا میں تمہیں کیا عیب یا کمی نظر آئی ہے؟" اس جاہل نے کہا: "وہ کھانا بہت زیادہ کھاتے ہیں!" عالم نے جواب دیا: "اگر تم بھی اسی طرح (عبادت اور مجاہدے میں) بھوکے رہو جیسے وہ بھوکے رہتے ہیں، تو تم بھی ویسا ہی کھانا کھاؤ گے جیسا وہ کھاتے ہیں۔"

پھر عالم نے پوچھا: "اور کیا عیب ہے؟" اس نے کہا: "اور وہ شادیاں بہت زیادہ (کثرت سے) کرتے ہیں!" عالم نے (نہایت جاندار) جواب دیا" **: اگر تم بھی اپنی شرمگاہ کی ویسی ہی (کامل) حفاظت کرو جیسے وہ کرتے ہیں، تو تم بھی اسی طرح (کثرت سے) شادیاں کرو جیسے وہ کرتے ہیں۔"** عالم نے پھر پوچھا: "اور کیا بات ہے؟" جاہل نے

کہا: "وہ وعظ (حکمت کی باتیں) بہت سنتے ہیں۔" عالم نے فرمایا: "اگر تمہاری نظر بھی (کائنات اور معرفتِ الٰہی پر) ویسی ہی ہو جیسی ان کی ہے، تو تم بھی ویسا ہی سنو جیسا وہ سنتے ہیں۔"

ہمارے بیمار معاشرے نے یہ تصور قائم کر لیا ہے کہ جو شخص ایک شادی پر اصرار کرتا ہے، وہ بڑا پارسا ہے، حالانکہ پیٹھ پیچھے اس کی نظریں اور خیالات کہاں بھٹکتے ہیں، وہ اللہ جانتا ہے۔ اس قول میں عالمِ ربانی نے ایک اچھوتے سچ سے پردہ اٹھایا ہے کہ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ اگر کثرت سے شادیاں کرتے ہیں، تو اس کی بنیاد ان کا اعلیٰ درجے کا تقویٰ اور عفت ہے۔

وہ اپنی نظر اور شرمگاہ کو گناہ کے ایک ادنیٰ سے شائبے سے بھی بچانا چاہتے ہیں۔ وہ شیطان کو اپنے ایمان پر حملہ کرنے کا ایک فیصد موقع بھی نہیں دیتے۔ جب ایک انسان اللہ کے خوف سے اپنے نفس کو حلال کے قلعے میں بند کرنا چاہتا ہے، تو شریعت اسے دوسرا اور تیسرا حلال متبادل دیتی ہے۔ جو لوگ صوفیا اور سلف صالحین کی کثرتِ ازواج پر اعتراض کرتے ہیں، وہ اصل میں خود گناہوں کے دلدل میں اتنے دھنس چکے ہوتے ہیں کہ انہیں حلال راستوں کی وسعت سمجھ ہی نہیں آتی۔

ذرا غور کرو! کیا قیامت کے دن خدا کے حضور یہ عذر قبول ہو گا کہ میں گناہوں سے بچنے کے لیے دوسرا نکاح اس لیے نہ کر سکا کیونکہ لوگ باتیں بناتے تھے؟ یہ قول پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اگر اپنے ایمان سے سچی محبت ہے، اگر اپنی شرمگاہ کو صوفیا کی طرح پاک رکھنا چاہتے ہو، تو بزدلی کا چوغہ اتارو، لوگوں کے خوف کے اس بت کو پاش پاش کرو، اور سنتِ نبوی اور طریقہ اولیاء کو اپناتے ہوئے دوسری شادی کے مسافر بنو!

کثرتِ اولاد اور بقائے نسل (دوسری شادی کی اصل اہمیت)

دوسری شادی کا ایک بڑا مقصد مسلم امہ کی تعداد میں اضافہ اور کثرتِ اولاد ہے، جو کہ سنتِ صحابہ ہے۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے:

»وَقَدْ كَانَ عُمَرُ يُكْثِرُ النِّكَاحَ وَيَقُولُ: مَا أَتَزَوَّجُ إِلَّا لِأَجْلِ الْوَلَدِ «

ترجمہ" :اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے:'میں (مزید) شادی صرف اولاد کی طلب کے لیے کرتا ہوں'۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ کثرتِ اولاد اور امت کی افرادی قوت بڑھانے کے لیے دوسری یا تیسری شادی کرنا ایک عظیم شرعی مصلحت اور کارِ ثواب ہے۔

ستر (70) شادیاں اور عفت کا سامان: ابدالِ امت کا مجاہدۂ نفس

«شهاب بن معمر يقول كان حماد بن سلمة يعد من الابدال وعلامة الابدال ان لا يولد لهم كان تزوج سبعين امرأة فلم يولد.» الكامل في ضعفاء الرجال: أبو أحمد بن عدي الجرجاني (ت 365 هـ)

شہاب بن معمر فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کا شمار ابدال (اللہ کے برگزیدہ اولیاء) میں ہوتا تھا اور ابدال کی ایک نشانی یہ ہوا کرتی تھی کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی انہوں نے ستر (70) عورتوں سے نکاح کیا لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی

موجودہ دور کا بیمار معاشرہ جہاں دوسری شادی کو عیب سمجھتا ہے وہیں سلف صالحین اور ابدالِ امت کا اسلوب اس کے بالکل برعکس تھا۔ بصرہ کے عظیم محدث، امام اہل سنت اور مستجاب الدعوات ولی، امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ (متوفی 167ھ) کی زندگی کا یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کے ہاں نکاح کا سب سے بڑا مقصد اپنی نظر، دل اور شرمگاہ کو حلال کے قلعے میں محفوظ رکھنا تھا۔

محبتِ ازواجِ مطہرات: سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ»

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو محبوب بنائی گئی ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

اگر آپ ﷺ کو صرف ایک ہی عورت (بیوی) مرغوب ہوتی تو صیغہ واحد استعمال ہوتا۔ جمع کا صیغہ استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دل میں ایک سے زائد ازواجِ مطہرات کی محبت اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کی رغبت پیدا فرمائی تھی۔

فتنۂ عصر اور تعددِ ازواج کے ترک پر نقصانات

1. بدنگاہی پر قابو پانے میں دشواری

موجودہ دور میں بے پردگی اور عریانیت صرف بازاروں تک محدود نہیں رہی بلکہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے ہر مرد کی جیب (موبائل) تک پہنچ چکی ہے۔ جب معاشرے میں ہر طرف نفسانی ترغیبات کا طوفان ہو تو ایک شادی والا مرد طویل عرصے تک اپنی نظروں کو قابو میں رکھنے کی شدید جنگ لڑتا ہے۔ اگر گھر میں جائز تنوع اور مکمل تسکین نہ ہو تو باہر کی مصنوعی خوبصورتی انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے، جس سے نظر کی حفاظت کرنا ایک کٹھن آزمائش بن جاتا ہے۔

2. شرمگاہ کی حفاظت میں کمزوری

انسان کو اللہ نے فطری جذبات دیے ہیں اور موجودہ دور کی جنسی سحر انگیزی ان جذبات کو مسلسل ابھارتی ہے۔ بعض اوقات پہلی بیوی کی بیماری، حمل، ولادت یا دیگر فطری اعذار کی وجہ سے مرد کے تقاضے ادھورے رہ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں اگر دوسری شادی کا حلال راستہ بند ہو تو سستی ترغیبات کے اس دور میں مرد کے لیے عفت و پاکدامنی کے اعلیٰ معیار پر قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے اور قدم ڈگمگا جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

3. مخفی گناہوں کی بھرمار

جب معاشرہ دوسری شادی کو عیب بنا دیتا ہے اور ایک جائز شرعی راستے کو بند کر دیا جاتا ہے تو مرد اپنی فطری پیاس بجھانے کے لیے چھپے ہوئے راستے تلاش کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تنہائی کے گناہ، جیسے فحش فلمیں یا تصاویر دیکھنا، اور انٹرنیٹ پر اجنبی خواتین سے خفیہ گفتگو کرنا معاشرے میں وباء کی طرح پھیل جاتا ہے کیونکہ جائز متبادل پر سماجی پابندیاں ہوتی ہیں۔

.4زنا اور بدکاری کے راستے کھلنا

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب حلال راستے پر سختیاں اور شرائط لاگو کر دی جائیں تو حرام کے راستے خود بخود سستے اور آسان ہو جاتے ہیں۔ دوسری شادی کے لیے برادری کے طعنے اور قانونی پیچیدگیاں مرد کو مایوس کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں وہ خفیہ بدکاری کی طرف مائل ہونے لگتا ہے

.5نوجوانوں کا ذہنی انتشار

جس معاشرے میں کثرتِ ازدواج (ایک سے زائد شادیوں) کا رواج ختم ہو جائے، وہاں بڑی عمر کی خواتین اور مردوں کی بڑی تعداد غیر شادی شدہ رہتی ہے۔ اس سے پورے ماحول پر ایک مسموم شہوانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہر وقت صنفِ مخالف کے خیالات میں گم رہتے ہیں، جس سے ان کی علمی، فکری اور تخلیقی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔

.6پاکیزہ خیالات کا خاتمہ

انسانی دماغ کو جب تک حلال اور پر سکون ماحول نہ ملے، وہ بھٹکتا رہتا ہے۔ ایک ہی جگہ محدود رہنے اور جائز تقاضے صحیح طرح پورے نہ ہونے کی وجہ سے مرد کا باطن اندرونی خلفشار کا شکار ہو جاتا ہے۔ جب ذہن کو پاکیزہ طریقے سے تنوع اور تسکین نہیں ملتی تو انسان کے خیالات آلودہ ہونے لگتے ہیں اور وہ ہر وقت ذہنی طور پر شہوانی تصورات کا شکار رہتا ہے۔

.7عبادت میں یکسوئی کا فقدان

نماز اور دیگر عبادات کی روح "خشوع و خضوع" یعنی دل کی یکسوئی ہے۔ اگر ایک مرد کا ذہن باہر کی بے پردگی اور گھر کی ناکمل تسکین کی وجہ سے اندرونی جنگ میں مصروف ہو، تو وہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے ذہن میں وہی مناظر اور وسوسے گردش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ عبادت کے حقیقی لطف اور باطنی سکون سے محروم ہو جاتا ہے۔

.8تقویٰ کی سطح میں کمی

تقویٰ کا مطلب ہے اللہ کے خوف سے گناہوں سے بچنا۔ لیکن جب انسان اپنے نفس پر مسلسل ایسا جبری قابو پانے کی کوشش کرے جس کا کوئی جائز متبادل (دوسری شادی کی شکل میں) موجود نہ ہو، تو ایک وقت آتا ہے کہ نفس کی سرکشی بڑھ جاتی ہے۔ اس مسلسل کشمکش کے نتیجے میں انسان کا باطنی تقویٰ کمزور پڑ جاتا ہے اور گناہوں کے خلاف اس کی مدافعت ختم ہونے لگتی ہے۔

.9معاشرتی حیاء کا جنازہ

جب جائز شادیاں نہیں ہوتیں اور بیواؤں، مطلقہ یا بڑی عمر کی خواتین کے لیے نکاح کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، تو انسانی تقاضے کسی نہ کسی شکل میں باہر نکلتے ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں غیر مردوں اور غیر عورتوں کے ناجائز تعلقات، دوستیاں اور "لو افیئرز" عام ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ لوگ انہیں برا سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں، جس سے حیاء کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

10. دعوتِ دین کے کاموں میں رکاوٹ

دین کی سربلندی، علمی تحقیق اور امت کی رہنمائی کے لیے دل ودماغ کا پر سکون ہونا شرطِ اول ہے۔ اگر ایک مرد اپنے ہی گھر اور نفس کے محاذ پر عفت کی جنگ لڑنے میں تھک جائے گا اور اس کی توانائیاں اپنی نظر اور شرمگاہ کو بچانے پر ہی خرچ ہوتی رہیں گی، تو اس کے پاس امت کی فکر، دعوتِ دین کے کاموں اور بڑے علمی منصوبوں کے لیے نہ وقت بچے گا اور نہ ہی یکسوئی۔

11. بے سہارا خواتین کی تعداد میں اضافہ

جنگوں، حادثات اور بیماریوں کی وجہ سے مردوں کی شرحِ اموات عموماً خواتین سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے معاشرے میں بیواؤں اور طلاق یافتہ خواتین کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔ اگر مرد دوسری شادی نہیں کریں گے تو ان لاکھوں خواتین کو دوبارہ معزز طریقے سے گھر بسانے کا موقع کبھی نہیں ملے گا اور وہ عمر بھر تنہائی کا عذاب جھیلنے پر مجبور ہوں گی۔

12. کونجوں کی طرح بیٹھی لڑکیاں

ہمارے معاشرے میں کنوارے لڑکے عام طور پر کم عمر لڑکیوں سے شادی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ لڑکیاں جن کی عمریں تیس یا پینتیس سال سے تجاوز کر جاتی ہیں، وہ گھروں میں "کونجوں" کی طرح بیٹھی رہ جاتی ہیں۔ اگر صاحبِ استطاعت شادی شدہ مرد ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائیں گے تو ان بڑی عمر کی لڑکیوں کا کوئی خاندانی مستقبل نہیں بن پاتا۔

13. یتیم بچوں کی پرورش کا مسئلہ

جب ایک عورت بیوہ ہوتی ہے تو اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ ماں اکیلی ان کی معاشی اور اخلاقی تربیت اس طرح نہیں کر سکتی جیسے ایک باپ کی موجودگی میں ہوتی ہے۔ دوسری شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ یتیم بچے کسی شفیق سرپرست کے سائے اور محبت سے محروم رہ جاتے ہیں، جس سے ان کی شخصیت ادھوری رہ جاتی ہے۔

14. عورتوں کا معاشی استحصال

جب دوسری شادی کا رواج نہیں ہوتا تو معاشی طور پر مجبور بیوہ، مطلقہ یا غریب لڑکیاں پیٹ پالنے کے لیے باہر نکلنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ دفاتر اور مارکیٹوں میں مردوں کے معاشرے کے مابین انہیں اکثر ناپسندیدہ ماحول، کم تنخواہ اور ہوس پرست نظروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کا دروازہ بند کر کے انہیں معاشی دلدل میں دھکیل دیا جاتا ہے۔

15. مردوں کی کفالت کے دائرے کا سکڑنا

اللہ تعالیٰ نے بہت سے مردوں کو وافر رزق اور معاشی صلاحیت دی ہوتی ہے کہ وہ ایک سے زائد گھرانے چلا سکیں۔ لیکن جب وہ دوسری شادی نہیں کرتے تو ان کی یہ معاشی طاقت صرف ایک ہی عورت تک محدود رہتی ہے، جبکہ وہ مزید دو یا تین خواتین اور ان کے بچوں کو معاشی تحفظ دے کر ایک بہترین خوشحال زندگی فراہم کر سکتے تھے۔

16. خواتین میں نفسیاتی امراض

شادی صرف جسمانی ضرورت نہیں بلکہ ایک جذباتی رفاقت ہے۔ جو خواتین طویل عرصے تک تنہا رہتی ہیں یا جن کا گھر نہیں بس پاتا، وہ شدید قسم کے احساسِ محرومی، ڈپریشن، اینگزائٹی اور چڑچڑے پن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ نفسیاتی امراض ان کی صحت کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس دکھ سکھ بانٹنے والا کوئی شوہر نہیں ہوتا۔

.17 نسوانی وقار کا مجروح ہونا

عورت کا حقیقی وقار یہ ہے کہ وہ کسی کے گھر کی ملکہ (بیوی) بنے۔ جب معاشرہ دوسری شادی کا راستہ روک دیتا ہے تو بعض اوقات مجبور خواتین کو مردوں کے عارضی اور ناجائز تقاضوں کا شکار بننا پڑتا ہے۔ انہیں وہ حقوق اور عزت نہیں ملتی جو ایک شرعی بیوی کو ملتی ہے، جس سے نسوانیت کی تذلیل ہوتی ہے۔

.19 عورتوں میں غیر محفوظ ہونے کا احساس

مشرقی اور اسلامی معاشرے میں مرد عورت کی ڈھال ہوتا ہے۔ ایک تنہا عورت، خواہ وہ کتنی ہی امیر یا تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، شوہر کی مستقل رفاقت اور سرپرستی کے بغیر خود کو معاشرے میں غیر محفوظ اور کمزور سمجھتی ہے۔ دوسری شادی کا نہ ہونا خواتین سے یہ تحفظ چھین لیتا ہے۔

.20 مغربی نظریات کا پھیلاؤ

جب اسلام کے دیے ہوئے خوبصورت حل (تعددِ ازواج) کو عیب اور جرم سمجھا جانے لگتا ہے، تو خواتین اپنی محرومیوں کا غصہ نکالنے کے لیے مغربی افکار اور گمراہ کن تحریکوں (جیسے لبرل ازم) کا آسان شکار بن جاتی ہیں۔ وہ آزادی اور حقوق کے نام پر خاندانی نظام ہی سے باغی ہو جاتی ہیں۔

.21 مردانہ صلاحیتوں کا ضیاع

اللہ تعالیٰ نے مرد کے اندر ایک فطری توانائی، دباؤ اور صلاحیت رکھی ہے۔ اگر یہ توانائی حلال اور شرعی راستے (نکاح کی کثرت) کے ذریعے صحیح جگہ استعمال نہ ہو، تو یہ یا تو منفی کاموں اور گناہوں میں ضائع ہو جاتی ہے یا پھر مرد کو اندرونی طور پر چڑچڑا اور ناکارہ بنا دیتی ہے۔

22. وقت سے پہلے بڑھاپا اور مایوسی

گناہوں کی مسلسل کشمکش، نظروں کو بچانے کا شدید تناؤ اور نفسانی ارمانوں کا ادھورا پن مرد کے اعصاب کو کمزور کر دیتا ہے۔ ایسا مرد ذہنی طور پر ہر وقت بوجھ تلے دبا رہتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور وہ وقت سے پہلے بوڑھا اور مایوس نظر آنے لگتا ہے۔

23. گھریلو مونوٹونی (اکتاہٹ)

سالہا سال تک ایک ہی روٹین، ایک جیسے گھریلو جھگڑے اور ایک ہی ماحول میں رہنے کی وجہ سے مرد کی زندگی میں ایک شدید قسم کا جمود اور اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی کا وہ ولولہ، جو انسان کو متحرک رکھتا ہے، ختم ہو جاتا ہے۔ دوسری شادی زندگی میں ایک نیا تنوع اور تازگی لے کر آتی ہے جو اسے ترک کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

24. حوصلے اور ہمت کی کمی

دوسری شادی مرد کے کندھوں پر ایک نئی ذمہ داری ڈالتی ہے۔ یہ ذمہ داری مرد کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بیدار کرتی ہے، اسے ایک نیا عزم، نیا حوصلہ اور جوانوں جیسی ہمت عطا کرتی ہے۔ جو مرد ایک ہی شادی پر قناعت کر کے بیٹھ جاتے ہیں، وہ اکثر سست اور مصلحت پسند ہو جاتے ہیں۔

25. مرد کی قوامیت کا کمزور ہونا

جب ایک گھر میں صرف ایک ہی بیوی ہو اور اسے معلوم ہو کہ مرد کے پاس کوئی دوسرا شرعی متبادل نہیں ہے یا وہ دوسری شادی کی ہمت نہیں رکھتا، تو بعض اوقات وہ مرد کی جائز ضرورتوں اور حقوق کے معاملے میں لاپرواہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح مرد اپنے ہی گھر میں اپنی "قوامیت" (حکمرانی اور رعب) کھو بیٹھتا ہے اور مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے۔

.26بلڈ پریشر اور ذہنی تناؤ

نفسیاتی اور جنسی تسکین کا کامل نہ ہونا مردوں کے اندر پوشیدہ غصے اور فرسٹریشن کو جنم دیتا ہے۔ یہ اندرونی دباؤ آہستہ آہستہ میڈیکل مسائل کی شکل اختیار کرلیتا ہے، جس سے مرد بلڈ پریشر، پینک اٹیکس، دائمی سر درد اور دل کے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

.29بڑھاپے میں تنہائی کا ڈر

زندگی کے آخری حصے میں جب پہلی بیوی شدید بیمار ہو جائے یا اس کا انتقال ہو جائے تو مرد بالکل اکیلا اور بے یار و مددگار ہو جاتا ہے۔ بچے اپنے کاروبار اور زندگیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اگر مرد نے وقت پر دوسری شادی نہ کی ہو تو بڑھاپے کی یہ تنہائی اس کے لیے ایک ہولناک عذاب بن جاتی ہے۔

.30انسان کی ہمہ جہت شخصیت کا نہ نکھرنا

مختلف مزاج، مختلف پس منظر اور الگ خاندانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے ساتھ نباہ کرنا ایک فن ہے۔ جب مرد دو یا تین ازواج کے مابین توازن قائم کرتا ہے تو اس کے اندر غضب کا تدبر، سیاستِ مدن (معاملات کو چلانا)، بردباری اور انصاف پسندی پیدا ہوتی ہے۔ ایک شادی والا مرد اس گہرے تربیتی تجربے سے محروم رہتا ہے۔

.41خاندانی نیٹ ورک کا محدود ہونا

دوسری شادی کرنے سے انسان کو ایک نیا سسرال، نئے رشتے دار اور ایک نیا سماجی دائرہ ملتا ہے۔ اس سے خاندانی روابط وسیع ہوتے ہیں۔ جو مرد ایک ہی شادی تک محدود رہتا ہے، اس کا خاندانی نیٹ ورک چھوٹا رہتا ہے اور وہ اس سماجی طاقت اور پشت پناہی سے محروم رہتا ہے جو نئے رشتوں سے ملتی ہے۔

تعددِ ازدواج کی مخالفت اور خواتین کے سماجی ونفسیاتی مسائل

سوشل سسپنشن ایک اکیلی معلق زندگی

جب کسی بیوہ یا مطلقہ عورت کا گھر اجڑتا ہے، تو ہمارے بے رحم معاشرے میں اس کے ساتھ ایک عجیب اور دردناک سلوک شروع ہو جاتا ہے۔ وہ نہ تو پوری طرح برادری اور رشتہ داروں کا حصہ رہ پاتی ہے اور نہ ہی ان سے بالکل الگ ہو پاتی ہے۔ وہ گویا زمین اور آسمان کے بیچ ایک **معلق (لٹکی ہوئی) زندگی** گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اسے ہم **"سماجی معلّقی "** کہتے ہیں، جہاں عورت زندہ تو ہوتی ہے لیکن اپنوں کے بیچ ہی اپنی پہچان کھو بیٹھتی ہے۔

ہمارے معاشرے کی منافقت دیکھیے کہ جب خاندان میں کوئی شادی بیاہ، عقیقہ، مہندی یا کوئی اور خوشی کی تقریب ہوتی ہے، تو سب سے پہلے اس اکیلی عورت کو سائیڈ پر کر دیا جاتا ہے۔

بدشگونی کا جھوٹا ڈر : بہت سے جاہل لوگ دل ہی دل میں یہ سوچتے ہیں کہ یہ بیوہ یا طلاق یافتہ عورت ہے، اگر یہ شادی کے جوڑے کو دعا دے گی، دولہا دلہن کے پاس کھڑی ہو گی یا کسی رسم میں آگے بڑھے گی، تو کہیں کوئی "بدشگونی" نہ ہو جائے۔

صفِ اول سے دوری : اسے کسی بھی خوشی کے موقع پر کبھی بھی پہلی صف میں یا عزت کی جگہ پر نہیں بٹھایا جاتا۔ اسے ہمیشہ پچھلی نشستوں پر، اندھیرے کونوں میں یا باورچی خانے کے کاموں تک محدود کر دیا جاتا ہے جیسے اس کا اپنی برادری پر اب کوئی حق ہی نہ رہا ہو۔

معاشرہ صرف ان لوگوں کو برابری کی عزت دیتا ہے جو جوڑے (میاں بیوی) کی شکل میں ہوتے ہیں۔ جب ایک عورت اکیلی رہ جاتی ہے، تو وہ خاندانی محفلوں میں ایک فالتو چیز بن جاتی ہے۔ **بات چیت سے محرومی :** خاندانی اجتماعات میں دوسری شادی شدہ عورتیں اپنے شوہروں، گھروں اور بچوں کی باتیں کر رہی ہوتی ہیں، وہاں اس اکیلی عورت کے پاس کہنے کو کچھ

نہیں ہوتا۔لوگ اس سے بات کرتے ہوئے کتراتے ہیں کہ کہیں یہ اپنے دکھڑے نہ رونے بیٹھ جائے، یا کہیں یہ ہماری خوشی دیکھ کر جل نہ جائے۔

ہر محفل میں اجنبیت : وہ اپنے ہی خاندانی فنکشنز میں کھڑی تماشا دیکھتی رہتی ہے۔اس کی موجودگی کا کسی کو احساس تک نہیں ہوتا۔یہ نظر انداز کیا جانا کسی بھی غیرت مند عورت کے لیے ایک مستقل ذہنی اذیت اور موت سے بڑھ کر سزا بن جاتا ہے۔اس معلق زندگی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ عورت کا اپنے اوپر سے بھروسہ اٹھ جاتا ہے۔وہ خود کو گنہگار اور قصوروار سمجھنے لگتی ہے۔وہ سوچتی ہے کہ شاید میری قسمت ہی خراب ہے، اسی لیے سب مجھ سے دور بھاگتے ہیں۔وہ آہستہ آہستہ لوگوں سے ملنا جلنا بند کر دیتی ہے، خود کو ایک کمرے میں بند کر لیتی ہے اور شدید قسم کے احساسِ کمتری اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو کر جیتے جی مر جاتی ہے۔

اس ذلت آمیز اور معلق زندگی کا واحد، معزز اور پکا علاج **دوسری شادی** ہے جب ایک عورت ہمت کر کے دوسری شادی کا فیصلہ کرتی ہے، تو معاشرے کا پورا رویہ اس کے لیے ایک دم بدل جاتا ہے:

معاشرے کے مرکزی دھارے میں واپسی : دوسری شادی کرتے ہی وہ دوبارہ "معلق" نہیں رہتی، بلکہ ایک معزز **"جوڑے (Couple)** "کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔اب وہ کسی بھی شادی بیاہ یا تقریب میں سر اٹھا کر، اپنے شوہر کے نام کے ساتھ، پورے مان اور عزت سے داخل ہوتی ہے۔

بدشگونی کے طعنے کا خاتمہ : جیسے ہی اس کے سر پر شوہر کا سایہ آتا ہے، لوگوں کے منہ پر تالے لگ جاتے ہیں۔جو لوگ کل تک اسے "بدشگون" سمجھ کر پیچھے دھکیلتے تھے، وہی لوگ اب اسے اگلی صفوں میں بٹھاتے ہیں، اس کی آمد پر کھڑے ہوتے ہیں اور اسے عزت دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ **عزتِ نفس کی بحالی :** دوسری شادی عورت کو اس کی کھوئی ہوئی سماجی حیثیت اور عزت واپس دلاتی ہے۔وہ دوبارہ ایک نارمل، خوشحال اور پرسکون زندگی کے سفر پر چل پڑتی ہے جہاں وہ کسی کے رحم و کرم پر چھپی ہوئی عورت نہیں، بلکہ اپنے گھر کی ملکہ اور معاشرے کا ایک معزز حصہ ہوتی ہے۔

عورت کو خاندان اور برادری کے بیچ اکیلا اور معلق چھوڑ دینا اس کی روح کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ اس کا اصل حل یہ ہے کہ دوسری شادی کے ذریعے اسے دوبارہ ایک مکمل خاندانی اور سماجی زندگی دی جائے، تاکہ وہ عزت کے ساتھ برادری میں اپنا جائز مقام حاصل کر سکے۔

"حیاتیاتی گھڑی" کا چلنا اور ممتا کے حق پر ڈاکا

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر عورت کے اندر ایک عظیم جذبہ اور تڑپ رکھی ہے، جسے ہم **"ممتا"** یعنی ماں بننے کا احساس کہتے ہیں۔ یہ عورت کا سب سے بڑا فطری اور شرعی حق ہے۔ لیکن جب کوئی جوان یا کم عمر عورت طلاق یا بیوگی کا شکار ہوتی ہے، تو معاشرے کے خوف اور طعنوں کی وجہ سے وہ دوسری شادی سے کترانے لگتی ہے۔ اس کا سب سے ہولناک نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے ماں بننے کی خوشی سے محروم ہو جاتی ہے۔

۔ عورت کی "حیاتیاتی گھڑی" (Biological Clock) کیا ہے؟

سائنس اور قانونِ قدرت کے مطابق، مرد اور عورت میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ مرد عمر کے کسی بھی حصے میں باپ بن سکتا ہے، لیکن عورت کے ماں بننے کی ایک خاص عمر اور وقت مقرر ہے۔ عورت کے جسم کے اندر ایک **"حیاتیاتی گھڑی"** چل رہی ہوتی ہے، جس کا وقت بہت تیزی سے گزرتا ہے۔ جیسے جیسے عمر 30 یا 35 سال سے اوپر جانے لگتی ہے، عورت کے ہاں اولاد پیدا ہونے کے امکانات کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتا ہے۔

جب ایک بیوہ یا مطلقہ عورت لوگوں کی باتوں میں آکر، یا اس جھوٹی امید پر کہ "زندگی ایسے ہی کٹ جائے گی" شادی نہیں کرتی، تو وہ دراصل اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہوتی ہے۔

وقت کا بے رحم گزرنا: مہینے اور سال گزرتے دیر نہیں لگتی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جوانی ڈھل جاتی ہے اور وہ عمر نکل جاتی ہے جس میں وہ ایک صحت مند بچے کو جنم دے سکتی تھی۔

بانجھ پن کا لازمی شکار: معاشرے کی فرسودہ رکاوٹوں کی وجہ سے جب وہ صحیح وقت پر نکاح نہیں کرتی، تو وہ قدرتی طور پر اولاد کی نعمت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتی ہے۔ وہ چاہ کر بھی پھر کبھی ماں نہیں بن سکتی۔

اولاد کے بغیر ایک عورت کی زندگی میں جو خوفناک نقصانات آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

سدا کی تنہائی اور دکھ: جب وہ اپنے آس پاس دوسری عورتوں کو اپنے بچوں کو گلے سے لگاتے، انہیں چومتے اور ان کی رونقیں دیکھتی ہے، تو اس کی اپنی خالی گود اسے کاٹنے کو دوڑتی ہے۔ اس کے دل میں ایک ایسی گہری حسرت اور زہر گھل جاتا ہے جو اسے اندر ہی اندر ختم کر دیتا ہے۔

بڑھاپے کی بے یاری و مددگاری: جس عورت کی اپنی اولاد نہیں ہوتی، بڑھاپے میں اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ بھائیوں یا رشتہ داروں کے بچے کبھی بھی وہ خدمت یا محبت نہیں دے سکتے جو انسان کی اپنی سگی اولاد دیتی ہے۔ وہ آخری عمر میں دوسروں کے ٹکڑوں اور رحم و کرم پر جینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اس ہولناک اور مایوس کن انجام کا واحد شرعی اور قدرتی علاج **دوسری شادی** ہے۔

جب ایک عورت صحیح وقت پر دوسری شادی کا فیصلہ کرتی ہے، تو اللہ پاک اس کے لیے یہ راستے کھولتا ہے:

ممتا کا حق واپس ملنا: دوسری شادی اسے یہ سنہری موقع دیتی ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے دوبارہ ماں بن سکے۔ اس کے آنچل میں بچوں کی کلکاریاں گونجیں اور اس کی اجڑی ہوئی دنیا پھر سے آباد ہو جائے۔

ماضی کے دکھوں کا مداوا: جب وہ اپنے بچے کو گود میں لیتی ہے، تو طلاق یا بیوگی کے سارے پرانے زخم، صدمے اور دکھ ایک ہی پل میں غائب ہو جاتے ہیں۔ اسے زندگی جینے کا ایک نیا اور سچا مقصد مل جاتا ہے۔

لاٹھی کا سہارا: اس دوسری شادی کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے، وہ اس کے بڑھاپے کا سچا سہارا، اس کی لاٹھی اور اس کی آنکھوں کا نور بنتی ہے۔ وہ آخری عمر میں تنہائی کی موت مرنے سے بچ جاتی ہے۔

کسی جوان بیوہ یا مطلقہ کو شادی سے روکنا دراصل اس کی ممتا کا قتل کرنا ہے۔ دوسری شادی ایک ایسا معجزہ ہے جو عورت کی تپتی ہوئی زندگی پر سرد ہوا کا جھونکا بن کر آتی ہے اور اس کی خالی گود کو دوبارہ ہرا بھرا کر دیتی ہے۔

"کیریئر ورسز ہوم" کا جبر (نوکری کی مجبوری اور تنہا عورت کی بربادی)

ہمارے معاشرے میں جب کسی بیوہ یا مطلقہ عورت کا گھر اجڑتا ہے، تو اس پر سب سے پہلا پہاڑ معاشی (پیسوں کی) مجبوری کا ٹوٹتا ہے۔ پیٹ کی آگ بجھانے اور اپنے بچوں کا سہارا بننے کے لیے اسے مجبوراً گھر کی چار دیواری سے باہر نکل کر نوکری کرنی پڑتی ہے۔ کہنے کو تو لوگ کہتے ہیں کہ "عورت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی" یا "ورکنگ ویمن بن گئی"، لیکن اس چمکتی دمکتی گلیمرس دنیا کے پیچھے جو ہولناک نقصانات اور خوفناک دلدل چھپی ہے، اسے دیکھ کر روح کانپ اٹھتی ہے۔

ایک اکیلی، بیوہ یا طلاق یافتہ عورت جب کسی آفس، فیکٹری، اسکول یا دکان پر کام کے لیے جاتی ہے، تو وہاں موجود کچھ بھیڑیے صفت اور ہوس کے پیاسے مردوں کی نظریں سب سے پہلے اس کا پیچھا کرتی ہیں۔ **مجبوری کا فائدہ اٹھانا:** ان مردوں کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ عورت اکیلی ہے، اس کے پیچھے کھڑا ہونے والا کوئی شوہر یا محافظ نہیں ہے، اور یہ نوکری اس کی سب سے بڑی مجبوری ہے۔ **مستقل ذہنی اذیت:** باس سے لے کر ساتھ کام کرنے والے مردوں تک، ہر کوئی اپنی میٹھی باتوں، دوستی کی پیشکشوں اور گندی نظروں سے اس کے وجود کو نوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس عورت کو روزانہ، ہر گھنٹے

اور ہر منٹ اس ہراسگی اور ذہنی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ وہ چاہ کر بھی نوکری نہیں چھوڑ سکتی کیونکہ گھر کا چولہا اس سے جڑا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو فطرتاً نرم و نازک بنایا ہے اور اسے اپنے **گھر کی ملکہ** بننے کے لیے پیدا کیا تھا، جہاں اسے عزت، سکون اور اکرام ملے۔ لیکن حالات کی بے رحم چکی اس عورت کو سڑکوں پر رول دیتی ہے۔ **سخت موسم اور ذلت کا سفر:** سخت چلچلاتی دھوپ، گرمی، آندھی اور طوفان میں روزانہ صبح سویرے اٹھنا، لوکل بسوں اور ویگنوں کے ذلیل و خوار دھکے کھانا، اور سڑک چلتے اوباش لڑکوں کی آوازیں اور سیٹیاں سننا اس کا روز کا مقدر بن جاتا ہے۔ **دوہری زندگی کا عذاب:** وہ دن بھر باہر مردوں کی سختیاں جھیلتی ہے اور شام کو تھکی ہاری، ٹوٹی ہوئی روح کے ساتھ گھر لوٹتی ہے تو اسے بچوں کو بھی سنبھالنا ہوتا ہے اور گھر کے کام بھی کرنے ہوتے ہیں۔ وہ نہ دن کی رہتی ہے نہ رات کی، اس کی صحت تباہ ہو جاتی ہے اور وہ وقت سے پہلے بوڑھی اور بیمار ہو جاتی ہے۔ جب ایک تنہا ماں صبح سے شام تک پیسوں کے لیے باہر دھکے کھائے گی، تو اس کے معصوم بچے گھر پر بالکل اکیلے اور بے یار و مددگار رہ جاتے ہیں۔ **تربیت کا فقدان:** بچوں کے سر پر نہ باپ کا سایہ ہوتا ہے اور نہ ماں کی ممتا کا آنچل۔ وہ گلی محلوں کے برے ماحول میں آوارہ ہونے لگتے ہیں یا موبائل فون کے غلط استعمال کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ **احساسِ محرومی:** وہ بچے جو کل کو خاندان کا نام روشن کر سکتے تھے، ماں کی عدم موجودگی کی وجہ سے چڑچڑے، ضدی اور نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ معاشی مجبوری کی یہ نوکری درحقیقت پورے خاندان کی نسل کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔

اس جان لیوا معاشی جبر اور سڑکوں کی ذلت کا سب سے بہترین، سچا اور پکا حل **دوسری شادی** ہے۔

دوسری شادی اس مجبور عورت کو ایک ایسا شاندار متبادل (آپشن) دیتی ہے جو اس کی دنیا بدل دیتا ہے:

نوکری کی قید سے آزادی: دوسری شادی کرتے ہی عورت پر سے باہر نکل کر کمانے کا یہ بھاری پتھر ہٹ جاتا ہے۔ اب اسے کسی غیر مرد کے نخرے اٹھانے، اس کی گندی نظریں جھیلنے یا بسوں کے دھکے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ **دوبارہ**

گھر کی ملکہ بننا: وہ باہر کی تپتی ہوئی دھوپ اور دھکم پیل کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر دوبارہ اپنے پر سکون گھر کی چار دیواری میں واپس آجاتی ہے۔ اسے وہ عزت اور مرتبہ دوبارہ مل جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوئی تھی۔ **بچوں کو ماں اور چھت ملنا:** اب وہ سکون سے اپنے گھر میں رہ کر اپنے بچوں کی بہترین تربیت کر سکتی ہے۔ اس کا نیا شوہر اس کے اور اس کے بچوں کے تمام معاشی اخراجات (روٹی، کپڑا، مکان) اٹھانے کا ذمہ دار بن جاتا ہے، جس سے اس کی زندگی میں حقیقی خوشی، اطمینان اور سکون لوٹ آتا ہے۔

عورت کو "ورکنگ ویمن" بنا کر سڑکوں پر رولنا کوئی کامیابی نہیں، بلکہ اس پر ظلم ہے۔ اس کا اصل حق یہ ہے کہ دوسری شادی کے ذریعے اسے ایک کمانے والا محافظ شوہر دیا جائے، تا کہ وہ باہر کے اس جہنم سے نکل کر اپنے گھر کی جنت میں سکون پا سکے۔

بڑھاپے کی وحشت اور بیماری کا خوف

انسان کی جوانی تو جیسے تیسے، بھاگ دوڑ کر اور کام کاج میں مصروف رہ کر کٹ جاتی ہے۔ لیکن وہ بیوہ یا مطلقہ عورت جو زمانے کے ڈر سے دوسری شادی نہیں کرتی، اس کے لیے **"بڑھاپا"** ایک ڈراونا خواب بن جاتا ہے۔ جوانی کے بعد جب اکیلے پن کے ساتھ بڑھاپا اور بیماریاں گھیرتی ہیں، تو زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جب عمر ڈھل جاتی ہے اور جسم کا ساتھ چھوٹنے لگتا ہے، تو انسان کو سب سے زیادہ ایک سچے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیماری کی حالت میں جب تیز بخار ہو یا جوڑوں کا درد، تو اس اکیلی عورت کو **ایک گلاس پانی دینے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔** وہ اپنے ہی کمرے میں پڑی تڑپتی رہتی ہے، لیکن اس کی پکار سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اکثر خواتین یہ سوچ کر شادی نہیں کرتیں کہ بھائی، بھتیجے یا بھانجے ان کا خیال رکھیں گے۔ لیکن یہ بہت بڑا دھوکہ ہے: وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ بھائیوں اور بہنوں کے بچے جوان ہو کر اپنی اپنی زندگیوں، نوکریوں اور بال بچوں میں مگن ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس اکیلی چچی یا خالہ کے پاس دو منٹ بیٹھ کر ان کا حال پوچھیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ عورت جس

نے اپنی پوری زندگی دوسروں کی خدمت میں گزار دی، آخر میں ایک اندھیرے اور سرد کمرے میں **تنہائی کی موت مر جاتی ہے**، اور کئی دنوں تک کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

اس ہولناک اور ڈراونے انجام سے بچنے کا واحد اور خوبصورت حل **دوسری شادی** ہے۔ جب ایک عورت صحیح وقت پر دوسری شادی کا فیصلہ کر لیتی ہے، تو اسے یہ نعمتیں ملتی ہیں **ہاتھ تھامنے والا ساتھی :** دوسری شادی اسے ایک ایسا جیون ساتھی فراہم کرتی ہے جو زندگی کے آخری اور مشکل ترین سفر میں اس کا لاٹھی کا سہارا بنتا ہے۔ **بیماری کا ہمدرد :** جب دنیا پیٹھ پھیر لیتی ہے، تو اس کا شوہر اس کے سرہانے بیٹھ کر دوا بھی دیتا ہے اور اس کے دکھ سکھ کا ساتھی بھی بنتا ہے۔ رات کے اندھیرے میں اسے یہ خوف نہیں ہوتا کہ میں بیمار ہو گئی تو میرا کیا بنے گا۔ **عزت کی موت :** وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے بغیر، اپنے شوہر کے گھر میں عزت کی زندگی گزارتی ہے اور تنہائی کے خوف سے آزاد ہو کر دنیا سے رخصت ہوتی ہے۔

"جو عورتیں دوسری شادی کا راستہ روکتی ہیں یا دوسری شادی کرنے والیوں پر طعنے بستی ہیں، وہ درحقیقت بیوہ اور مطلقہ خواتین کے لیے اللہ کی اس وسیع زمین کو تنگ کر رہی ہیں۔ وہ انہیں ایک ایسی خاموش اور اندھیری موت کی طرف دھکیل رہی ہیں جہاں آخری وقت میں نہ کوئی ان کا حال پوچھنے والا ہو گا اور نہ کوئی ان کے آنسو پونچھنے والا۔"

بیچاری" کہنے کا دھوکہ اور معاشرے کی منافقت

ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا اور کڑوا سچ یہ ہے کہ جب کسی عورت کا گھر اجڑ جاتا ہے، وہ بیوہ یا مطلقہ (طلاق یافتہ) ہو جاتی ہے، تو سب اس پر ترس کھاتے ہیں۔ اسے "بیچاری" کہتے ہیں، اس کے دکھ پر افسوس کرتے ہیں، لیکن کوئی بھی اسے دل سے خوش اور اپنے پاؤں پر کھڑا انہیں دیکھنا چاہتا۔ ہمارے آس پاس کے لوگ اکیلی اور مجبور عورت کو خیرات دینا، زکوۃ دینا یا اس کے گھر راشن ڈالنا تو بہت بڑی نیکی سمجھتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ عورت ہمیشہ ان کی محتاج رہے اور وہ ہر

مہینے اس کی مدد کر کے خود کو بڑا ہمدرد سمجھیں۔ لیکن جیسے ہی اس عورت کی دوسری شادی کی بات آتی ہے، تو یہی لوگ بدل جاتے ہیں۔ وہ اسے "عیب" اور شرم کی بات سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ باتیں بناتے ہیں کہ: "دیکھو، اس عمر میں بھی اسے شادی کی سوجھی ہے!" یا "بچوں والی ہو کر دوبارہ گھر بسانا چاہتی ہے!"

یہ معاشرے کا کھلا دوغلا پن ہے کہ وہ ایک عورت کو سالہا سال اکیلا، اداس اور محتاج دیکھنا تو برداشت کر سکتا ہے، لیکن اسے ایک معزز شوہر کے ساتھ خوش و خرم دیکھنا برداشت نہیں کرتا۔ لوگ اسے "مانگنے والی" تو دیکھ سکتے ہیں، لیکن اپنے گھر کی "ملکہ" بنے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔

اس منافقت اور جھوٹی ہمدردی کا واحد توڑ **دوسری شادی** ہے۔ جب ایک بیوہ یا مطلقہ عورت دوسری شادی کر لیتی ہے، تو اس کی زندگی میں یہ شاندار تبدیلیاں آتی ہیں: **رحم و کرم سے نجات:** اب وہ کسی کے رحم و کرم پر نہیں جیتی۔ اسے کسی کے راشن، خیرات یا زکوٰۃ کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ لوگوں کی جھوٹی ہمدردی اور طعنوں سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاتی ہے۔ **حق کی زندگی:** دوسری شادی اس عورت کو "محتاجی کی دلدل" سے نکال کر "حق کی زندگی" کی طرف لے جاتی ہے۔ اب وہ جو کھاتی ہے، جو پہنتی ہے اور جس گھر میں رہتی ہے، وہ کسی کا احسان نہیں ہوتا بلکہ اس کے شوہر پر اس کا شرعی اور قانونی **حق** ہوتا ہے۔ **عزت اور برابری:** وہ سر اٹھا کر ساجھے دار (برابر کے ساتھی) کی حیثیت سے ایک نیا گھر بساتی ہے، جہاں اسے عزت، تحفظ اور محبت ملتی ہے۔

عورت کو بیچاری بنا کر خیرات دینا کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ سچی ہمدردی یہ ہے کہ دوسری شادی کے ذریعے اسے اس کا شرعی حق دیا جائے تاکہ وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کے بجائے اپنے گھر میں عزت سے جی سکے۔

جسم کا کیمیائی نظام اور "محبت کے ہارمون" کی کمی

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دماغ اور جسم کے اندر ایک ایسا نظام رکھا ہے جو ہماری خوشی، غم، سکون اور غصے کو کنٹرول کرتا ہے۔ سائنس کی زبان میں اسے **"کیمیائی نظام "** کہتے ہیں۔ جب کوئی انسان خوش ہوتا ہے یا سکون میں ہوتا ہے، تو اس کے دماغ سے خاص قسم کے کیمیکل نکلتے ہیں جنہیں **ہارمونز** کہا جاتا ہے۔

انہی میں سے ایک بہت اہم ہارمون ہے، جس کا نام ہے **"آکسی ٹوسن (Oxytocin) "**۔ عام زبان میں ہم اسے **"محبت اور سکون کا ہارمون "** کہہ سکتے ہیں۔ جب میاں بیوی ایک ساتھ رہتے ہیں، ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں، اور آپس میں محبت سے بات کرتے ہیں، تو دونوں کے دماغ میں یہ ہارمون بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہارمون انسان کو سکون دیتا ہے، اس کا غصہ اور ٹینشن کم کرتا ہے، اور اس کے دل میں دوسروں کے لیے رحم، احساس اور ہمدردی پیدا کرتا ہے۔

جب کوئی عورت طلاق یا بیوگی کی وجہ سے لمبے عرصے تک اکیلی رہتی ہے اور اس کی زندگی میں کوئی جیون ساتھی نہیں ہوتا، تو اس کے جسم میں اس "محبت والے ہارمون" کی شدید کمی ہو جاتی ہے۔ اس کمی کی وجہ سے وہ ایک خطرناک ذہنی حالت کا شکار ہو جاتی ہے، جسے سائنس کی زبان میں **"ایمپیتھک برن آؤٹ (Empathic Burnout) "** کہتے ہیں۔

اسان لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے: **احساس کا ختم ہو جانا :** عورت کے اندر سے دوسروں کے لیے محبت، درد اور احساس آہستہ آہستہ ختم ہونے لگتا ہے۔ **طبیعت کا چڑچڑا ہونا :** وہ ذہنی طور پر بہت سخت یا حد سے زیادہ حساس ہو جاتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ آنا، ہر وقت اداس رہنا، اور لوگوں سے دور بھاگنا اس کی عادت بن جاتی ہے۔ وہ چاہ کر بھی خوش نہیں رہ پاتی کیونکہ اس کے جسم کا اندرونی کیمیائی نظام بگڑ چکا ہوتا ہے۔

دوسری شادی کا فائدہ: جسمانی اور ذہنی نظام کا دوبارہ سیٹ ہونا

اس سائنسی بگاڑ کا سب سے بہترین اور قدرتی علاج **دوسری شادی** ہے۔ جب اس عورت کی دوسری شادی ہوتی ہے اور اسے دوبارہ ایک شوہر کا ساتھ نصیب ہوتا ہے، تو اس کے جسم میں یہ بڑا معجزہ ہوتا ہے

ہارمون کا دوبارہ بننا : شوہر کی محبت اور ساتھ ملنے سے عورت کے دماغ میں وہ "محبت اور سکون کا ہارمون" (آکسی ٹوسن) دوبارہ تیزی سے بننا شروع ہو جاتا ہے۔ **طبیعت کا نارمل ہونا :** اس کیمیائی تبدیلی کی وجہ سے عورت کی چڑچڑاہٹ، غصہ اور اداسی دور ہو جاتی ہے۔ اس کا دل دوبارہ نرم ہو جاتا ہے، اور اس کے اندر دوسروں کے لیے محبت اور احساس واپس آ جاتا ہے۔ **صحت اور سکون :** دوسری شادی اس کے پورے جسمانی اور ذہنی نظام کو دوبارہ بیلنس (برابر) کر دیتی ہے، جس سے وہ ایک پر سکون اور خوشحال زندگی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

دوسری شادی صرف ایک سماجی ضرورت نہیں، بلکہ عورت کی ذہنی اور جسمانی صحت کو دوبارہ ٹھیک کرنے کا ایک قدرتی اور سائنسی علاج بھی ہے۔

ڈیجیٹل فتنہ" اور تنہا عورت (انٹرنیٹ کے نقصانات اور دوسری شادی کا تحفظ)

آج کا دور انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا (جیسے فیس بک، واٹس ایپ، اور ٹک ٹاک) کا دور ہے۔ جہاں اس کے فائدے ہیں، وہاں اس دور میں ایک بہت بڑا فتنہ بھی چھپا ہوا ہے، جسے ہم "ڈیجیٹل فتنہ " کہتے ہیں۔ اس فتنے کا سب سے آسان شکار وہ بیوہ یا مطلقہ عورت ہوتی ہے جو اپنے گھر میں اکیلی اور مایوس زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔

جب ایک عورت کا گھر اجڑ جاتا ہے (چاہے طلاق کی وجہ سے ہو یا شوہر کے انتقال کی وجہ سے)، تو وہ بالکل اکیلی ہو جاتی ہے۔ اس کے دل میں ایک بہت بڑا خالی پن آ جاتا ہے۔ اسے کوئی ایسا انسان نہیں ملتا جس سے وہ اپنے دل کی بات کر سکے، جو اس کا دکھ بانٹ سکے یا اسے دلاسا دے سکے۔ جب وہ اپنے ہی گھر میں خود کو اکیلا اور بوجھ محسوس کرتی ہے، تو وہ اپنی اس تنہائی اور اداسی کو مٹانے کے لیے موبائل فون کا سہارا لیتی ہے۔ وہ سوشل میڈیا پر وقت گزارنا شروع کر دیتی ہے۔

۔انٹرنیٹ پر چھپے "شکاری" (مکار لوگ)

انٹرنیٹ کی دنیا میں بہت سے ایسے مکار اور برے مرد موجود ہوتے ہیں جو ہر وقت ایسی ہی مجبور اور اکیلی عورتوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو "ڈیجیٹل شکاری" کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ شروع شروع میں بہت ہمدرد بن کر سامنے آتے ہیں۔ وہ عورت کو ایسا احساس دلاتے ہیں جیسے دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی ان کا خیر خواہ نہیں۔ وہ میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں، جھوٹی محبت کا یقین دلاتے ہیں اور عورت کے دکھوں پر آنسو بہاتے ہیں۔ عورت چونکہ جذباتی طور پر کمزور ہوتی ہے اور سچی ہمدردی کی پیاسی ہوتی ہے، اس لیے وہ ان کے اس دھوکے اور جال کو سمجھ نہیں پاتی اور انجانے میں ان پر بھروسہ کر بیٹھتی ہے۔

جب یہ برے لوگ عورت کا اعتماد جیت لیتے ہیں، تو پھر ان کا اصلی چہرہ سامنے آتا ہے۔ وہ خاتون کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اس کی عزت سے کھیلتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بلیک میلنگ (دھمکیوں) پر اتر آتے ہیں، پیسے بٹورتے ہیں، یا اس کی تصویریں اور ویڈیوز خراب کر کے اس کی زندگی کو جہنم بنا دیتے ہیں۔ اس طرح ایک اکیلی عورت انٹرنیٹ کے اس ورچوئل (موبائل والے) فتنے میں پھنس کر اپنی رہی سہی عزت اور سکون بھی گنوا بیٹھتی ہے۔

دوسری شادی: موبائل کی جھوٹی دنیا کے مقابلے میں ایک حقیقی محافظ

اس خطرناک ڈیجیٹل فتنے اور تباہی سے بچنے کا سب سے بہترین، سچا اور پکا حل **دوسری شادی** ہے۔

جب اس عورت کی دوسری شادی کر دی جاتی ہے، تو اسے درج ذیل تحفظات ملتے ہیں شادی کے بعد عورت کو موبائل کی جھوٹی اور فرضی دنیا سے نکل کر ایک سچا، جیتا جاگتا اور شرعی شوہر مل جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا خالی پن اور اکیلا پن ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔ اب اسے اپنا دل بہلانے کے لیے انٹرنیٹ پر کسی اجنبی کے سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ دوسری شادی عورت کے گرد ایک ایسا مضبوط قلعہ (حصار) بنا دیتی ہے جس کے بعد انٹرنیٹ کا کوئی بھی شکاری اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس کا شوہر اس کی عزت، اس کی آبرو اور اس کے رازوں کا حقیقی محافظ بن جاتا ہے۔ موبائل کی سکرین پر ملنے والی جھوٹی تسلی کے بجائے، عورت کو اپنے گھر کی چار دیواری میں حقیقی عزت، محبت اور تحفظ والی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔

موبائل فون کے اس دور میں ایک تنہا عورت کو صرف نصیحتوں سے نہیں بچایا جا سکتا۔ اس کا اصل اور عملی حل یہ ہے کہ اسے دوسری شادی کے ذریعے ایک محفوظ گھر اور سچا جیون ساتھی دیا جائے، تاکہ وہ اس ڈیجیٹل دلدل میں گرنے سے بچ سکے۔

گھر کے "روز روز کے جھگڑوں" کا خاتمہ

جب کسی گھر میں طلاق یافتہ بہن یا بیوہ بیٹی آکر مستقل رہنے لگتی ہے، تو اکثر بھائیوں اور بھابھیوں کے درمیان ایک خاموش **"لڑائی اور کھٹ پٹ "** شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ایسی لڑائی ہوتی ہے جو اوپر سے نظر نہیں آتی، لیکن گھر کا پورا سکون برباد کر دیتی ہے بھابھی کو ہر وقت یہ چنتا (فکر) لگی رہتی ہے کہ اب اس عورت کی وجہ سے میرے بچوں کا حق مارا جائے گا، یا کل کو یہ گھر اور جائیداد میں حصہ مانگے گی۔ اس ڈر کی وجہ سے بھابھی کا رویہ سخت ہو جاتا ہے اور گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے۔

دوسری طرف وہ بہن یا بیٹی، جو پہلے ہی اپنا گھر اجڑنے کا صدمہ دیکھ چکی ہوتی ہے، اپنے ہی ماں باپ کے گھر میں خود کو ایک **"بوجھ "** سمجھنے لگتی ہے۔ اپنوں کے طعنے اور روز روز کی چک چک اس کا دل توڑ دیتے ہیں۔

اس ساری ٹینشن اور پریشانی کا سب سے بہترین اور آسان حل **دوسری شادی** ہے۔ جب اس عورت کی دوسری شادی کر دی جائے، تو دو بڑے فائدے ہوتے ہیں

بہن کے رخصت ہوتے ہی بھابھی کے دل سے سارے ڈر ختم ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات دوبارہ اچھے اور خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ وہ عورت جو کل تک دوسروں کے آسرے پر تھی، اب اپنے گھر کی مالکہ بن جاتی ہے۔ اسے دوبارہ ایک شوہر کا ساتھ اور عزت کی زندگی مل جاتی ہے۔ **:** جو عورت کل تک گھر والوں کے لیے ایک پریشانی بنی ہوئی تھی، دوسری شادی کے بعد وہ اپنے میکے اور نئے سسرال، دونوں گھروں کے لیے برکت اور عزت کا سبب بن جاتی ہے۔

[1] کورٹیسول (Cortisol) "کا عذاب اور جسمانی بیماریاں

سائنس کہتی ہے کہ جب انسان لمبے عرصے تک شدید ذہنی دباؤ، اکیلے پن اور طعنوں کے ماحول میں رہتا ہے، تو اس کے دماغ سے ایک بہت خطرناک کیمیکل نکلتا ہے جسے **کورٹیسول** (Cortisol) **یعنی "ٹینشن کا ہارمون** "کہتے ہیں۔ عندلیب (جب دوسری شادی نہ کرنے کی وجہ سے) یہ ہارمون عورت کے جسم میں مستقل جمع رہتا ہے، تو اس کے ہولناک نقصانات ہوتے ہیں: **جلدی بڑھاپا اور ہڈیوں کی کمزوری :** ٹینشن کا یہ کیمیکل عورت کی ہڈیوں کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے، جس سے جوڑوں اور کمر کا درد مستقل بیماری بن جاتا ہے۔ عورت وقت سے پہلے بوڑھی نظر آنے لگتی ہے۔ **خطرناک بیماریاں :** اکیلے پن کی یہ ٹینشن عورت کو بلڈ پریشر، شوگر اور دل کے دورے (ہارٹ اٹیک) کے دہانے پر لا کھڑا کرتی ہے۔ **نیند کا غائب ہونا :** راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونا اور نیند کی گولیاں کھا کر سونا اس کا روز کا معمول بن جاتا ہے کیونکہ جسم کا اندرونی دفاعی نظام بالکل تباہ ہو چکا ہوتا ہے۔

اس سائنسی بگاڑ کا واحد علاج دوسری شادی ہے۔ جب عورت کو شوہر کا ساتھ اور محبت ملتی ہے، تو ٹینشن کا یہ کیمیکل (کورٹیسول) جسم سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ خوشی کے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری شادی عورت کو بلڈ پریشر اور شوگر جیسی بیماریوں سے بچا کر ایک صحت مند اور لمبی زندگی کی طرف واپس لے آتی ہے۔

سماجی بلیک میلنگ "اور سستے طعنوں کی زد میں زندگی

ایک تنہا عورت، چاہے وہ کتنی ہی پاکدامن اور نیک سیرت کیوں نہ ہو، ہمارے منافق معاشرے میں ہمیشہ شک کے دائرے میں رہتی ہے۔ اس کی تنہائی ہی اس کا سب سے بڑا جرم بنادی جاتی ہے۔ **ہر قدم پر پہرا :** اگر وہ کسی سے ہنس کر بات کرلے، اچھے کپڑے پہن لے، یا گھر سے باہر نکلے، تو محلے اور خاندان کے لوگوں کی نظریں اس کا تعاقب کرتی ہیں۔ اوباش مرد اسے "آسان ہدف" سمجھتے ہیں اور حاسد عورتیں اسے اپنے گھروں کے لیے خطرہ گمان کرنے لگتی ہیں۔ **کردار کشی کا خوف :** ذراسی غلط فہمی پر اس کے کردار پر داغ لگا دیا جاتا ہے۔ وہ عمر بھر اس خوف میں جیتی ہے کہ کہیں کوئی اس پر انگلی نہ اٹھادے۔ یہ ذہنی خوف اسے جیتے جی مفلوج کر دیتا ہے۔

نکاح ایک ایسی مضبوط ڈھال ہے جو عورت کو سستے طعنوں اور گندی نظروں سے یکسر بچالیتی ہے۔ جیسے ہی اس کے نام کے ساتھ کسی مرد کا نام جڑتا ہے، معاشرے کے تمام شکوک وشبہات دم توڑ دیتے ہیں اور انگلی اٹھانے والے ہاتھ عزت سے سلام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اندھی تقلید اور فرسودہ رسم ورواج کی سولی (ہندووانہ تہذیب کا اثر)

ہمارے برصغیر پاک وہند کے معاشرے میں بیوہ یا مطلقہ عورت کو دوسری شادی سے روکنا دراصل اسلامی تعلیمات سے دوری اور قدیم ہندووانہ رسم ورواج کی اندھی تقلید ہے۔

زندہ در گور کرنے کی روایت : قدیم زمانے میں بیوہ عورت کو شوہر کی چِتا کے ساتھ جلایا جاتا تھا (ستی کی رسم)۔ آج کا معاشرہ اسے آگ میں تو نہیں جلاتا، لیکن دوسری شادی پر پابندی لگا کر اسے عمر بھر کے لیے ایک اندھیرے کمرے میں "زندہ در گور" ضرور کر دیتا ہے۔ **مذہبی احکامات کا مذاق :** ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرام کا یہ طریقہ

رہا ہے کہ انہوں نے بیوہ اور مطلقہ خواتین کے نکاحِ ثانی کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اسے ایک سماجی ضرورت بنایا۔ اس راستے کو روکنا دراصل دین کی روح کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

جب ایک عورت اس فرسودہ روایت کو توڑ کر نکاح کرتی ہے، تو وہ نہ صرف اپنی زندگی بچاتی ہے بلکہ معاشرے کی دیگر دکھی خواتین کے لیے بھی ایک جرات مندانہ مثال قائم کرتی ہے۔ یہ اقدام معاشرے کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کے روشن اصولوں کی طرف واپس لاتا ہے۔

قوتِ مدافعت (Immunity) کی تباہی اور مستقل سستی

طبی اور نفسیاتی نقطہ نظر سے، مسلسل اداسی اور اکیلے پن کا اثر صرف دماغ تک محدود نہیں رہتا، بلکہ یہ انسانی جسم کے پورے دفاعی نظام کو مفلوج کر دیتا ہے۔ **بیماریوں کا آسان شکار:** جب ایک عورت مسلسل صدمے، رونے اور تنہائی کا شکار رہتی ہے، تو اس کے جسم میں سفید خلیات (White Blood Cells) کی مقدار کم ہونے لگتی ہے جو بیماریوں کے خلاف لڑتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ معمولی نزلہ، زکام یا انفیکشن کا شکار ہو کر مہینوں بستر سے لگ جاتی ہے۔ **ہر وقت کی تھکن:** جسمانی نظام کا کیمیائی توازن بگڑنے سے اس کے جسم میں ہر وقت سستی، کاہلی اور کندھوں و پٹھوں میں شدید درد رہنے لگتا ہے۔ وہ خود کو وقت سے پہلے بوڑھا اور ناکارہ محسوس کرنے لگتی ہے۔

ایک خوشگوار ازدواجی زندگی اور شوہر کی قربت عورت کے اندر جینے کی نئی امنگ پیدا کرتی ہے۔ سائنسی طور پر، جب انسان ذہنی طور پر پر سکون اور خوش ہوتا ہے، تو اس کا قوتِ مدافعت کا نظام (Immune System) انتہائی مضبوط ہو جاتا ہے، جس سے وہ جسمانی طور پر چست، توانا اور صحت مند زندگی کی طرف لوٹ آتی ہے۔

شیطانی وسوسے اور فطری تقاضوں کا دباؤ(جذبات کی بے قابورو)

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کے اندر ایک دوسرے کے لیے شرعی اور فطری کشش رکھی ہے، جو جوانی کے ساتھ اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ جب ایک جوان بیوہ یا مطلقہ عورت کو نکاح کے حلال راستے سے زبردستی روک دیا جاتا ہے، تو وہ ایک شدید اندرونی جنگ کا شکار ہو جاتی ہے۔ **نفس اور شیطان کا حملہ :** انسان جتنا بھی متقی ہو، تنہائی اور حلال راستے کی بندش شیطان کے لیے سب سے آسان ہتھیار بن جاتی ہے۔ شیطان اس تنہا عورت کے دل میں ہر وقت وسوسے ڈالتا ہے اور اسے حلال سے مایوس کر کے حرام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ **جذبات کا بند ٹوٹنا :** فرسودہ معاشرتی دباؤ کی وجہ سے جب ایک عورت طویل عرصے تک اپنی فطری اور جسمانی خواہشات کو دبائے رکھتی ہے، تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ضبط کا بند ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے میں جذبات عقل پر غالب آجاتے ہیں اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کسی غلط قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

نکاح دراصل پاکدامنی کا قلعہ ہے۔ دوسری شادی عورت کو وہ حلال اور پاکیزہ راستہ فراہم کرتی ہے جس کے بعد اس کی عفت و عصمت محفوظ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ نکاح نظر کو جھکاتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے، یہ عورت کو تمام شیطانی راستوں سے بچا کر صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

۔"ہمدردی کے بھیڑیے" اور پاکدامنی پر شب خون

معاشرے میں کچھ ایسے عیار اور بدقماش مرد ہوتے ہیں جن کی نظریں ہمیشہ خاندان یا محلے کی اکیلی، بیوہ یا طلاق یافتہ خواتین پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ عورت جذباتی اور معاشی طور پر کمزور ہے۔

جھوٹی ہمدردی کا جال: یہ بدکار مرد شروع میں بڑے خیر خواہ، مددگار اور دیندار بن کر سامنے آتے ہیں۔ وہ عورت کے دکھ بانٹنے کا ڈراما کرتے ہیں، کبھی راشن کے بہانے، کبھی بچوں کی فیس کے بہانے اور کبھی محض "دکھ سکھ کی بات" کرنے کے بہانے اس کے قریب ہوتے ہیں۔

عزت کا سودا: عورت فطرتاً نرم دل ہوتی ہے اور جب اسے مسلسل تنہائی کے بعد کوئی ہمدرد نظر آتا ہے، تو وہ اس کے چنگل میں پھنس جاتی ہے۔ یہ مکار مرد اس کی اسی جذباتی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر آہستہ آہستہ اسے بدکاری کی دلدل میں دھکیل دیتے ہیں، اور جب اس کی عزت لوٹ لیتے ہیں تو اسے رسوا ہونے کے لیے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔

جب عورت کے سر پر ایک غیور اور محافظ شوہر کا سایہ آ جاتا ہے، تو معاشرے کے ان "ہمدرد بھیڑیوں" کو دور سے ہی سانپ سونگھ جاتا ہے۔ شوہر کی موجودگی ایک ایسی لوہے کی دیوار بن جاتی ہے جس کے بعد کسی غیر مرد کو یہ ہمت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اس عورت کی طرف بری نیت سے قدم بڑھائے۔

خفیہ تعلقات کا عذاب اور معاشرتی بے حیائی کا پھیلاؤ

جب معاشرہ دوسری شادی کو ایک جرم یا عیب بنا دیتا ہے، تو اس کا سب سے خوفناک نتیجہ "خفیہ گناہوں" کی صورت میں نکلتا ہے۔ عورت اپنی بدنامی کے ڈر سے نکاحِ ثانی کا اعلان تو نہیں کر پاتی، لیکن اپنی ضرورت کے تحت غلط راستے چننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ **منافقت اور چوری چھپے گناہ:** جب حلال نکاح پر پابندی ہوتی ہے، تو چوری چھپے گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ عورت معاشرے کی نظروں میں "بیچاری اور پاکدامن" بنی رہتی ہے، لیکن تنہائی میں وہ کسی غیر مرد کے ساتھ خفیہ تعلقات قائم کر لیتی ہے۔ یہ دوہری زندگی اس کی اپنی روح کو بھی ملامت کرتی ہے اور معاشرے میں چھپی ہوئی بے حیائی کو جنم دیتی ہے۔

حرام حمل اور قتلِ اولاد کا جرم : اس بدکاری کا سب سے بڑا نقصان اس وقت سامنے آتا ہے جب ایسے خفیہ تعلقات کے نتیجے میں ناجائز حمل ٹھہر جاتا ہے۔ اب اپنی اور خاندان کی عزت بچانے کے لیے وہ عورت اسقاطِ حمل (ابارشن) جیسے جان لیوا اور حرام راستے اختیار کرتی ہے، یا پیدا ہونے والے معصوم بچے کو کچرے کے ڈھیر پر پھینکنے پر مجبور ہو جاتی ہے، یوں ایک گناہ اسے کئی دوسرے کبیرہ گناہوں کی دلدل میں لے جاتا ہے۔

دوسری شادی اس تمام گند اور منافقت کا جڑ سے خاتمہ کر دیتی ہے۔ اسلام چھپ کر یاریاں لگانے کے سخت خلاف ہے اور اعلانیہ نکاح کا حکم دیتا ہے۔ جب وہ عورت شرعی طریقے سے نکاح کرتی ہے، تو وہ گناہ کے اندھیروں سے نکل کر حلال کی روشنی میں آ جاتی ہے، جہاں ہر کام باعثِ اجر بن جاتا ہے۔

"مایوسی کا کفر" اور گناہ کے بعد ضمیر کی موت

ایک عورت جو فطرتاً نیک ہوتی ہے، لیکن حالات یا تنہائی کے ہاتھوں مجبور ہو کر جب وہ پہلی بار بدکاری کے راستے پر قدم رکھتی ہے، تو اس کا ضمیر اسے سخت ملامت کرتا ہے۔ لیکن جب یہ سلسلہ رکتا نہیں، تو وہ ایک بدترین نفسیاتی کیفیت کا شکار ہو جاتی ہے۔ **گناہ کی لت اور ضمیر کا مر جانا :** شروع شروع میں وہ روتی ہے، توبہ کرتی ہے، لیکن جب معاشرہ اسے حلال کا متبادل نہیں دیتا، تو وہ آہستہ آہستہ اس گناہ کی عادی ہو جاتی ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کے دل سے گناہ کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے، اور اس کا ضمیر ہمیشہ کے لیے سو جاتا ہے۔ **مایوسی اور بغاوت :** وہ سوچنے لگتی ہے کہ "جب میرا کوئی محافظ ہی نہیں، جب معاشرے نے مجھے اکیلا چھوڑ ہی دیا ہے، تو اب اچھائی کا کیا فائدہ؟" یہ معاندانہ اور باغیانہ سوچ اسے مستقل طور پر ایک بدکار اور بے حیا عورت بنا دیتی ہے، جو پھر دوسری پاکدامن عورتوں کے گھر اجاڑنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔

دوسری شادی عورت کو اس ذہنی اور اخلاقی پستی سے بچاتی ہے۔ یہ اسے ایک ایسا پاکیزہ جیون ساتھی دیتی ہے جو اس کے دل کو سکون، روح کو طہارت اور زندگی کو ایک معزز رخ عطا کرتا ہے۔ وہ احساسِ جرم کے بجائے فخر کے ساتھ ایک نیک بیوی اور ماں بن کر زندگی گزارتی ہے۔

مذہبی مجالس سے دوری" اور روحانیت کا زوال

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب ایک عورت طویل عرصے تک تنہا اور مظلومیت کی زندگی گزارتی ہے، تو اس کا اثر اس کے ایمان اور روحانیت پر بھی پڑتا ہے۔ **عبادت میں دل نہ لگنا:** مسلسل ذہنی تناؤ، طعنوں اور راتوں کو اٹھ کر رونے کی وجہ سے اس کی روح تھک جاتی ہے۔ وہ نمازوں اور دعاؤں میں وہ سکون پانے سے قاصر ہو جاتی ہے جو ایک مطمئن انسان کو ملتا ہے۔ **تقدیر سے شکوہ اور وسوسے:** جب وہ اپنے گرد دنیا کو ہنستا کھیلتا اور خود کو اندھیرے میں دیکھتی ہے، تو شیطان اس کے دل میں اللہ کی تقدیر کے خلاف پوشیدہ شکوے (نعوذ باللہ) پیدا کرنے لگتا ہے کہ "میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟" یہ سوچ آہستہ آہستہ اسے دین اور روحانیت سے دور کر کے مایوسی کے کفر کی طرف لے جاتی ہے۔

نکاح کو اسلام میں "نصف ایمان" کہا گیا ہے۔ دوسری شادی کے بعد جب اس کی زندگی میں حلال کا سکون اور خوشی لوٹتی ہے، تو اس کا دل اللہ کے شکر سے بھر جاتا ہے۔ وہ زیادہ یکسوئی اور اطمینان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتی ہے اور اس کا ایمان دوبارہ تازہ ہو جاتا ہے۔

سنتِ اسلاف: کثرتِ ازدواج اور پاکیزہ معاشرت کے درخشندہ ستارے

تعددِ ازدواج محض ایک وقتی ضرورت یا عام انسانی خواہش کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ تاریخِ انسانی کے ان پاکیزہ ترین نفوس کی دائمی سنت اور شعار رہا ہے جنھوں نے دنیا میں عفت، حیاء اور خاندانی مضبوطی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کیے۔ فی زمانہ، مغربی افکار کی یلغار اور مقامی رسوم ورواج کے دباؤ کے باعث جس عمل کو ایک "عیب" یا "جرم" بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، تاریخِ اسلام کے صفحات اس کی فضیلت، برکت اور استحباب کی گواہی دیتے ہیں۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام سے لے کر، سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، عظام، فقہاء اور امت کے صالح ترین مصلحین ومجاہدین نے اس شرعی رخصت کو اپنی عملی زندگیوں میں اپنایا۔ ان کے ہاں دوسری یا زائد شادیاں نہ تو کسی عیاشی کا ذریعہ تھیں اور نہ ہی پہلی بیوی کی تذلیل کا سبب، بلکہ وہ عفت کی حفاظت، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی، خاندانی نیٹ ورک کی وسعت اور امت کی عددی و علمی قوت کو بڑھانے کا ایک مقدس شرعی فریضہ تھا۔

جب ہم تاریخ کے ان درخشندہ ستاروں کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں، تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ایک سے زائد شادیاں مرد کی علمی، جہادی اور عملی صلاحیتوں میں رکاوٹ نہیں بنتیں، بلکہ برکتِ رزق اور باطنی یکسوئی کا سبب بنتی ہیں۔

آیئے! اب ہم تاریخ کے انہی نامور، جلیل القدر اور صاحبِ کردار مردوں کا تذکرہ ترتیب وار پیش کرتے ہیں، جنھوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کر کے امت کے لیے عمل اور عدل کا ایک بہترین نمونہ چھوڑا:

.امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں یکے بعد دیگرے اور بیک وقت چار شادیاں فرمائیں۔

1. **قتیلہ بنت عبد العزی** :یہ آپ کی جاہلیت کی زوجہ تھیں، ان سے حضرت اسماء اور حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے۔ (بعد میں انہیں طلاق دے دی تھی)۔
2. **ام رومان بنت عامر کنانیہ** :یہ اسلام لائیں اور ہجرت بھی فرمائی۔ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں۔
3. **اسماء بنت عمیس الخثعمیہ** :یہ پہلے حضرت جعفر طیار کی زوجہ تھیں، ان کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر کے عقد میں آئیں اور ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔
4. **حبیبہ بنت خارجہ الانصاریہ** :یہ مدینہ منورہ کی انصاری خاتون تھیں، ان سے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر پیدا ہوئیں جن کی پیدائش حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے بعد ہوئی۔[7]

[7] الكتاب: الطبقات الكبير: محمد بن سعد بن منيع الزهري (ت 230 هـ) «أبو بكر الصّدّيق، عليه السلام»

.امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ازواجِ مطہرات اور امہاتِ اولاد (لونڈیاں جن سے اولاد ہوئی) کی کل تعداد 14 ہے۔

.1ام كلثوم بنت جرول الخزاعية

یہ زمانہ جاہلیت (اسلام سے پہلے) میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ جب سن 6 ہجری میں صلحِ حدیبیہ کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی} :وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ {(اور کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو)، تو حضرت عمر نے انہیں طلاق دے دی۔

.2قريبة بنت أبي أمية المخزومية

یہ بھی اسلام سے قبل سیدنا عمر کی زوجہ تھیں ام کلثوم بنت جرول کی طرح، انہیں بھی صلحِ حدیبیہ کے بعد مذکورہ بالا قرآنی حکم آنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔

.3زينب بنت مظعون بن حبيب الجمحية

یہ وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے کٹھن سفر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ ہجرت کی۔

.4جميلة بنت ثابت بن أبي الأقلح الأنصارية

ان سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح سن 7 ہجری میں ہوا تھا، تاہم کچھ عرصے بعد آپ نے انہیں طلاق دے دی۔

.5ابنة حفص بن المغيرة(حفص بن مغیرہ کی صاحبزادی)

یہ پہلے عبد اللہ بن ابی ربیعہ کے نکاح میں تھیں، ان سے طلاق کے بعد حضرت عمر نے ان سے نکاح کیا۔

:جب سیدنا عمر کو معلوم ہوا کہ یہ عاقر ہیں (یعنی ان کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی) تو آپ نے انہیں طلاق دے دی۔

.6عاتكة بنت زيد بن عمرو بن نفيل العدوية

انہوں نے اپنے پہلے شوہر عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور نکاح سے انکار کر دیا تھا۔ بعد میں جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے ان سے نکاح کیا۔

.7أم حكيم بنت الحارث بن هشام المخزومية

ان کے پہلے شوہر خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ شام کے محاذ پر "موقعہ مرج الصفر" میں شہید ہو گئے تھے، جس کے بعد سیدنا عمر نے ان سے نکاح کیا۔

.8أم كلثوم بنت علي بن أبي طالب رضي الله عنها

یہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ اور مولا علی کی صاحبزادی (اور رسول اللہ ﷺ کی نواسی) ہیں۔ ان سے سیدنا عمر کا نکاح 17 ہجری میں ہوا۔

حضرت عمر نے اس نکاح پر لوگوں سے مبارکباد طلب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: "قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا"، اس لیے میں نے چاہا کہ میرا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سببی و نسبی تعلق قائم ہو جائے۔

9.فاطمة بنت الوليد بن المغيرة المخزومية

ان کے شوہر حارث بن ہشام المخزومی کا انتقال "طاعونِ عمواس" میں ہوا تھا، جس کے بعد حضرت عمر نے ان سے نکاح کیا اور ان کے بیٹے عبد الرحمن کی پرورش اپنے آغوشِ تربیت میں کی۔

10.أم هنيدة الخزاعي

یہ بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ازواج میں شامل ہیں۔

11.سبيعة الأسلمية

ان کا شمار بھی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ازواج میں ہوتا ہے۔

12.سعيدة بنت رافع بن عبيد الأنصارية

ان کا تعلق انصارِ مدینہ سے تھا اور یہ بھی آپ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

امہاتِ اولاد (لونڈیاں جن سے اولاد ہوئی)

13.لهية يا نهية (اہلِ یمن سے)

یہ یمن کی رہنے والی تھیں، سیدنا عمر کی جاریۃ (لونڈی) تھیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی (ام ولد)۔

14. فکیهة

یہ بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جاریۃ (لونڈی) اور ام ولد تھیں۔[8]

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے عقد میں آئیں، جس کی وجہ سے آپ کو **"ذوالنورین "**(دونوروں والا) کہا جاتا ہے۔ آپ نے ان کے علاوہ بھی متعدد شادیاں فرمائیں۔

1. سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ (رُقَيّة)

- یہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی ہیں۔ ان سے عثمان غنی کا پہلا نکاح ہوا (ان کی وفات کے بعد دوسری صاحبزادی سے نکاح ہوا، اسی لیے آپ کو 'ذوالنورین' کہا جاتا ہے)۔

2. سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ (أُمّ كُلثُومٍ)

- یہ بھی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی ہیں جن کا نکاح سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد سیدنا عثمان سے ہوا تھا۔

---

8 الكتاب: دراسة نقدية في المرويات الواردة في شخصية عمر بن الخطاب وسياسته الإدارية رضي الله عنه
المؤلف: عبد السلام بن محسن آل عيسى

3.فاختہ بنت غزوان (فَاخِتَۃ بِنْتَ غَزْوَانَ)

- یہ مشہور صحابی عتبہ بن غزوان کی بہن ہیں۔ متن کے آخر میں ذکر ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے وقت یہ ان کے عقد میں موجود تھیں۔

4.ام عمرو بنت جندب الدوسیہ (أُمّ عَمْرٍو بِنْتَ جُنْدُبِ)

- ان کا پورانام ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ الدوسیہ ہے، ان کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا۔

5.فاطمہ بنت ولید المخزومیہ (فَاطِمَۃ بِنْتَ الْوَلِيدِ)

- ان کا پورانام فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ المخزومیہ ہے (یہ مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید کی بہن یا قریبی رشتے دار تھیں)۔

6.ام البنین بنت عیینہ الفزاریہ (أُمّ الْبَنِينِ بِنْتَ عُيَيْنَۃَ)

- ان کا پورانام ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاریہ ہے۔ متن کے مطابق، جب سیدنا عثمان اپنے گھر میں محصور (گھرے ہوئے) تھے، تو انہوں نے ام البنین کو طلاق دے دی تھی۔

7.رملہ بنت شیبہ (رَمْلَۃَ بِنْتَ شَيْبَۃَ)

- ان کا پورانام رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہے۔ یہ بھی ان ازواج میں سے تھیں جو سیدنا عثمان کی شہادت کے وقت ان کے نکاح میں موجود تھیں۔

.8 نائلہ بنت فرافصہ الکلبیہ (نَائِلَةَ بِنْتَ الفُرَافِصَةِ)

- ان کا پورا نام نائلہ بنت الفرافصہ الکلبیہ ہے۔ یہ سیدنا عثمان کی سب سے مشہور زوجہ ہیں جنہوں نے شہادت کے وقت باغیوں کو روکتے ہوئے اپنی انگلیاں کٹوائی تھیں، اور شہادت کے وقت ان کے عقد میں تھیں۔[9]

.امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب تک سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، دوسرا نکاح نہیں فرمایا (کیونکہ حضور ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسرے نکاح سے منع فرمایا تھا)۔ سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد آپ نے کثرت سے شادیاں فرمائیں تاکہ اولاد اور خاندانی روابط قائم ہوں۔

ازواج کے نام (سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد):

1. **حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ:** سیدہ کائنات، جن سے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔
2. **ام البنین بنت حزام (فاطمہ الکلبیہ):** ان سے عباس علمدار، عبد اللہ، جعفر اور عثمان پیدا ہوئے (یہ چاروں معرکہِ کربلا میں شہید ہوئے)۔
3. **امامہ بنت ابی العاص:** یہ نبی کریم ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی (یعنی حضور ﷺ کی نواسی) تھیں، سیدہ فاطمہ کی وصیت کے مطابق ان کی وفات کے بعد حضرت علی نے ان سے نکاح فرمایا۔

---

[9] : الكامل في التاريخ: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (ت 630هـ)

4. **خولہ بنت ایاس الحنفیہ** :ان سے مشہور تابعی محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے۔
5. **صہباء(ام حبیب) بنت ربیعہ التغلبیہ** :ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔
6. **لیلیٰ بنت مسعود الدارمیہ** :ان سے عبید اللہ اور ابو بکر پیدا ہوئے۔
7. **اسماء بنت عمیس الخثعمیہ** :(یہ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت علی کے عقد میں آئیں)،ان سے یحییٰ اور محمد اصغر پیدا ہوئے۔
8. **امامہ بنت مسعود الخزرجیہ** :ان سے بھی آپ کی اولاد ہوئی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے)

حضرت زبیر بن العوام کی ازدواجی زندگی میں شادیاں ترتیب وار یا بیک وقت مختلف اوقات میں ہوئیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف اوقات میں **تقریباً 11 شادیاں** کیں، جن میں سے بعض سے طلاق ہوئی اور بعض کا انتقال ہوا۔

زوجات کے نام:

- **حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق** سب سے مشہور زوجہ، حضرت عائشہ کی بہن
- ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط
- الحلال بنت اسد
- ام خالد (امۃ بنت خالد بن سعید)
- رباب بنت انیف
- زینب بنت مرثد
- ام ولد (کچھ باندیاں بھی تھیں جن سے اولاد ہوئی)
- عاتکہ بنت زید (حضرت عمر کی شہادت کے بعد ان سے نکاح ہوا)

- تماضر بنت الاصبغ
- خدیجہ بنت عتیق

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے)

انہوں نے بھی اپنے دور میں متعدد شادیاں کیں، ان کی زوجات کی کل تعداد **تقریباً 9 سے 11** کے قریب بتائی جاتی ہے جو مختلف اوقات میں ان کے عقد میں رہیں۔

زوجات کے نام:

- **حمنہ بنت جحش** ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن
- ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق (حضرت ابو بکر کی صاحبزادی)
- سعدی بنت عوف بن خارجہ
- امان بنت ابی العاص
- خولہ بنت القعقاع
- ام حارث بنت قسامہ
- ام ولد (متعدد امہاتِ اولاد)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے

حضرت عبد الرحمن بن عوف اپنی سخاوت اور کثرتِ ازدواج کے لیے بھی معروف ہیں۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں (جیسے البدایہ والنہایہ اور الاستیعاب (کے مطابق انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف اوقات میں **قریباً 15 شادیاں** کیں۔ وفات کے وقت ان کے عقد میں چار بیویاں موجود تھیں۔

مشہور زوجات کے نام:

- ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (ان سے بعد میں طلاق ہوئی)
- سہلہ بنت عاصم
- بحریہ بنت ہانی
- تماضر بنت الاصبغ (یہ بنو کلب کے سردار کی بیٹی تھیں اور پہلی کلبیہ خاتون تھیں جن سے کسی قریشی نے نکاح کیا)
- ام حکیم بنت قارظ
- بنت شیبہ بن ربیعہ
- زینب بنت الصامت
- مجد بنت یزید
- غزالہ بنت خسرو (ام ولد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے)

فاتحِ ایران حضرت سعد بن ابی وقاص نے بھی متعدد نکاح کیے۔ ان کی زوجات کی تعداد **قریباً 9 سے 11** کے درمیان تھی۔

زوجات کے نام:

- مخنشیہ بنت شہاب (ام حارث)
- امان بنت غطفان
- ام کلثوم بنت عتبہ
- سلمٰی بنت حفص
- طیبہ بنت عامر
- ام ہلال بنت ربیع
- ام ولد (متعدد بیویاں جو کنیزیں تھیں اور ام ولد بنیں)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے، جو سنتِ نبوی ﷺ کے اتباع میں انتہائی سخت اور مشہور تھے۔ انہوں نے بھی زندگی کے مختلف ادوار میں متعدد شادیاں کیں۔ تاریخ میں ان کی **تقریباً 6 سے 7 زوجات** (بشمول امہاتِ اولاد) کا ذکر ملتا ہے۔

زوجات کے نام:

- **صفیہ بنت ابی عبید الثقفی**) یہ ان کی سب سے مشہور زوجہ ہیں، جو مختار ثقفی کی بہن تھیں اور نہایت عاقلہ خاتون تھیں
- ام علقمہ بنت علقمہ
- ام حارث بنت حارث بن نوفل
- سحر بنت عاصم
- ام ولد (مختلف باندیاں جن سے اولادیں ہوئیں، جیسے ام عبداللہ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

فاتحِ مصر حضرت عمرو بن العاص نے بھی اپنی زندگی میں مصلحتوں اور خاندانی روابط کے تحت شادیاں کیں۔ ان کی زوجات کی تعداد **تقریباً 4 سے 5** بتائی جاتی ہے۔

زوجات کے نام:

- **ریطہ بنت منبہ بن الحجاج**) یہ ان کی پہلی اور مشہور بیوی تھیں، جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی والدہ ہیں
- خویلہ بنت السائب
- ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (یہ وہی صحابیہ ہیں جنہوں نے ہجرت کی تھی، ان کا نکاح حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر کے بعد حضرت عمرو بن العاص سے ہوا تھا)
- ام ولد (کنیز جن سے ان کے بیٹے محمد بن عمرو پیدا ہوئے)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری جو ایک عظیم فقیہ، قاری اور گورنر تھے، انہوں نے بھی اپنی زندگی میں متعدد شادیاں کیں۔ ان کی زوجات اور امہاتِ اولاد کی تعداد **تقریباً 5 سے 6** کے قریب بنتی ہے۔

زوجات کے نام:

- **ام عبد اللہ بنت ابی برزہ**) ان کی بنیادی اور مشہور زوجہ
- ام ولد (یمنی نسل کی خواتین، کیونکہ ان کا اپنا تعلق بھی یمن کے قبیلہ اشعر سے تھا)
- خالدہ بنت ابی لہب (کچھ روایات کے مطابق)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مخلص خادمِ خاص، جنہیں حضور ﷺ نے کثرتِ اولاد اور کثرتِ مال کی دعا دی تھی۔ اس دعا کے اثر سے ان کی اولاد کی تعداد 100 سے متجاوز تھی۔ انہوں نے اس کثرتِ اولاد کے لیے مختلف اوقات میں **تقریباً 6 سے 8 شادیاں** (بشمول امہاتِ اولاد) کیں۔

زوجات کے نام:

- **ام خارجہ**) ان کی مشہور زوجہ
- زینب بنت عمرو

- ام ولد (ان کے پاس متعدد لونڈیاں تھیں جن سے کثرت سے اولاد پیدا ہوئی اور انہوں نے ان کو بیوی کا درجہ دیا)

.

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا تجدیدِ نکاح اور عورتوں کے بارے میں تجربہ

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کثرت سے شادیاں کرنے والے تھے اور وہ فرمایا کرتے تھے: 'ایک بیوی والا شخص (عجیب مشکل میں رہتا ہے)، اگر اس کی بیوی بیمار ہو جائے تو یہ بھی اس کے ساتھ بیمار (پریشان) ہو جاتا ہے، اور اگر وہ ایامِ مخصوصہ (حیض) سے ہو تو گویا یہ بھی اس کے ساتھ حیض والا (بے بس) ہو جاتا ہے۔ جبکہ دو بیویوں والا شخص دو بھڑکتی ہوئی آگوں کے درمیان ہوتا ہے۔'

امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ (کبھی کبھار) چاروں بیویوں سے ایک ساتھ نکاح فرماتے اور (مزاج نہ ملنے پر) چاروں کو ایک ساتھ طلاق بھی دے دیتے تھے۔"

لیث بن ابی سلیم سے روایت کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے (اپنے نکاح کے ذریعے) اسی (80) عورتوں کو عفت و پاکدامنی کے قلعے میں لایا، اس لیے میں تم سب میں عورتوں کے مزاج کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ میں کسی عورت کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے روک کر (نکاح میں) رکھتا تھا، کسی کو اس کی اولاد کی وجہ سے، کسی کو اس کی قوم و قبیلے کی وجہ سے اور کسی کو اس کے مال و دولت کی وجہ سے۔

پس میں نے یہ پایا کہ ایک بیوی والا شخص ایسا ہے کہ اگر بیوی (اپنے مائیکے) ملنے جائے تو یہ بھی ساتھ جاتا ہے، اگر وہ حیض سے ہو تو یہ بھی گویا حیض والا ہو جاتا ہے، اگر وہ نفاس (بچے کی پیدائش کے دن) سے ہو تو یہ بھی نفاس والا ہو جاتا ہے، اور اگر وہ علیل ہو جائے تو یہ بھی اس کے انتظار کی وجہ سے اس کے ساتھ علیل ہو کر رہ جاتا ہے۔

اور میں نے پایا کہ دو بیویوں والا شخص مستقل جنگ کی حالت میں رہتا ہے، وہ دونوں ایسی آگ ہیں جو بھڑک رہی ہوں۔ اور میں نے پایا کہ تین بیویوں والا شخص عیش و آرام میں ہوتا ہے، اور جب وہ چار ہو جائیں تو وہ ایسے مصفا عیش و آرام میں ہوتا ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتا۔

لہذا تم میں سے کوئی بھی ایک بیوی پر اکتفانہ کرے، ورنہ اس کی مثال 'ابو جفنہ' اور اس کی بیوی 'ام عقار' جیسی ہو جائے گی۔"

رسم و رواج کے بتوں کا خاتمہ اور خواتین کے کثیر نکاح کی تاریخی حقیقت

معاشرتی ارتقاء اور اخلاقی پختگی کا دارومدار ہمیشہ اس بات پر ہوتا ہے کہ کوئی معاشرہ اپنے کمزور اور ضرورت مند طبقات، بالخصوص بیوہ اور مطلقہ خواتین کے تحفظ کے لیے کیا رویہ اختیار کرتا ہے۔ انسانی تاریخ کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت سے لے کر موجودہ دور تک، معاشرتی جبر اور "لوگ کیا کہیں گے؟" جیسی بے بنیاد رسومات نے ہمیشہ عورت کے جائز حقوق کا گلا گھونٹا ہے۔ بیوہ یا مطلقہ خاتون کے دوسرے نکاح کو ایک عیب، بوجھ یا خاندانی غیرت کے خلاف سمجھنا دراصل اس ذہنی پسماندگی کی علامت ہے جو اسلام کے آنے سے پہلے عرب اور ہند کے معاشروں میں جڑ پکڑ چکی تھی۔

لیکن جب جزیرۃ العرب میں اسلام کا سورج طلوع ہوا، تو اس نے سب سے پہلے انہی باطل رسوم ورواج اور "لوگوں کی باتوں" کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ اسلام نے نکاح کو ایک فطری، اخلاقی اور سماجی ضرورت قرار دیا، اور اس حق کو کسی ایک طبقے یا عمر تک محدود نہیں رکھا۔ صدرِ اسلام (عہدِ صحابہ وصحابیات) کا معاشرہ اس قدر جرات مند، حقیقت پسند اور مروجہ منفی رواجوں سے پاک تھا کہ وہاں کسی خاتون کا اپنے پہلے شوہر کی وفات یا طلاق کے بعد دوسرا، تیسرا یا چوتھا نکاح کرنا نہ صرف ایک عام بات تھی، بلکہ اسے انتہائی معزز اور مستحسن عمل سمجھا جاتا تھا۔

ان عظیم خواتین نے معاشرتی طعنوں، "لوگ کیا کہیں گے" کے خوف اور فرسودہ خاندانی رواجوں کی پرواکیے بغیر، عفت وعصمت، بچوں کی بہترین پرورش اور سماجی استحکام کی خاطر بار بار نکاح کے بندھن کو قبول کیا۔ انہوں نے اپنے عمل سے رہتی دنیا تک کی خواتین اور مردوں کو یہ سبق دیا کہ سماج کے خود ساختہ قوانین کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے بجائے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے پاکیزہ راستے پر چلنا ہی اصل کامیابی ہے۔

آیئے اب تاریخِ اسلام کی ان نامور، عبقری اور عظیم المرتبت خواتین (صحابیات وامہات المؤمنین) کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی زندگیاں اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ ایک سے زائد شادیاں کرنا معاشرتی عظمت، خاندانی تحفظ اور دینی حکمت کا اعلیٰ ترین مظہر ہے

ملکۂ عرب، سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد[10]

وہ ذاتِ گرامی جن کا نامِ نامی آتے ہی عظمتِ نسواں سر جھکا دیتی ہے۔ آپ نے مکہ کے اس جاہلانہ معاشرے میں، جہاں بیوہ کو منحوس سمجھا جاتا تھا، اپنی معاشی خود مختاری اور حسنِ تدبیر سے یہ ثابت کیا کہ عورت کا وجود کائنات کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ آپ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں اور پھر کائنات کی سب سے معزز ہستی کی رفیقۂ حیات بنیں۔

- **تیسرے شوہر:** سید الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

[10] تاریخ دمشق لابن عساکر (أبو القاسم ابن عساکر)

- پہلے شوہر : عتیق بن عائذ مخزومی
- دوسرے شوہر ابوہالہ بن زرارہ تمیمی

پیکرِ صبر و استقامت، سیدہ ام سلمہ (ہند بنت ابی امیہ)[11]

حسن و جمال، فہم و فراست اور بے مثال صبر کی مالک۔ جب ان کے پہلے شوہر ابو سلمہ غزوۂ احد کے زخموں سے چور ہو کر دارِ فانی سے کوچ کر گئے، تو انھوں نے معاشرتی تنہائی یا لوگوں کے طعنوں کا خوف پالنے کے بجائے، اپنے یتیم بچوں کے تحفظ اور دین کی سربلندی کے لیے وقت کے عظیم ترین سہارے کو قبول کیا۔

پہلے شوہر : ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد (شہید ہوئے)

دوسرے شوہر : فخر کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

۔ صابرہ و شاکرہ، سیدہ زینب بنت خزیمہ[12]

زمانۂ جاہلیت سے ہی اپنی جود و سخا کی وجہ سے "ام المساکین" (مسکینوں کی ماں) کہلانے والی یہ عظیم خاتون، مروجہ سماجی رسموں سے بالاتر تھیں۔ جب ان کے شوہر میدانِ کارزار میں کام آئے، تو انھوں نے معاشرے کے لیے بوجھ بننے کے بجائے دوبارہ نکاح کے پاکیزہ بندھن کو ترجیح دی۔

- پہلے شوہر جہم بن عمرو
- دوسرے شوہر : : عبیدہ بن الحارث (شہادت)
- تیسرے شوہر سرورِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

---

[11] سيرة ابن اسحاق = السير والمغازي (محمد بن إسحاق)

[12] الكتاب: السيرة النبوية لابن هشام

المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (ت 213 هـ)

سفر ہجرت کی مسافر، سیدہ اسماء بنت عمیس

تاریخِ اسلام کی وہ منفرد خاتون جن کی زندگی دوسرے، تیسرے اور چوتھے نکاح کی سماجی و خاندانی اہمیت پر سب سے بڑی دلیل ہے۔ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ایک عظیم عورت کبھی بیوگی کے اندھیروں میں قید نہیں رہتی، بلکہ ہر بار ایک نئے عزم کے ساتھ اسلامی معاشرے کے ستونوں کو اپنی رفاقت سے منور کرتی ہے۔

- **پہلے شوہر** :طیارِ اسلام، حضرت جعفر بن ابی طالب (شہید ہوئے)
- **دوسرے شوہر** :یارِ غار، حضرت ابو بکر صدیق (وفات پاگئے)
- **تیسرے شوہر** :بابِ مدینۃ العلم، حضرت علی بن ابی طالب
-

ام جمیل بنتِ قُطبہ[13]

أمّ جميلبنت قُطْبَة بن عامر بن حَدِيدة بن عَمْرو بن سَوَاد بن غَنْم بن كعب بن سَلِمة، وأمّها أمّ عمرو بنت عمرو بن حَدِيدة بن عمرو بن سَوَاد بن غَنْم بن كعب بن سَلِمة. تزوّجها عثمان بن خَلْدَة بن مُخَلَّد بن عامر بن زُرَيْق فولدت له أمامة، ثمّ خلف عليها زيد بن ثابت بن الضحّاك من بنى مالك بن النجّار، ثمّ خلف عليها أنس بن مالك بن النضر بن ضَمْضم من بنى عَدِيّ بن النجّار. أسلمت أمّ جميل وبايعت رسول الله، وأمّها مبايعة، وجدّتها أمّ أمّها مبايعة.»

یہ انصار کے مشہور قبیلے بنو سلمہ سے تعلق رکھنے والی جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام 'امِ عمرو بنتِ عمرو' تھا جو خود بھی اسی قبیلے سے تھیں۔ سیدہ امِ جمیل رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں یکے بعد دیگرے تین نکاح کیے۔

ان کا پہلا نکاح **عثمان بن خَلدہ انصاری** سے ہوا، جن سے ان کی بیٹی 'امامہ' پیدا ہوئیں۔

پہلے شوہر کی وفات یا جدائی کے بعد، ان کا دوسرا نکاح اسلام کے عظیم کاتبِ وحی اور جلیل القدر صحابی **حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ** سے ہوا۔

---

[13] الطبقات الكبرى - ط الخانجي (ابن سعد) «ومن نساء بني سَلِمَة بن سعد بن عليّ بن أَسَد بن سَارِدة بن تَزِيد بن جُشَم بن الخَزْرَج»

پھر ان کے بعد، ان کا تیسرا نکاح رسول اللہ ﷺ کے مشہور خادمِ خاص اور کثیر الحدیث صحابی **حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ** سے ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعتِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ خود بھی بیعت کرنے والی صحابیہ ہیں، ان کی والدہ بھی مبایعہ (بیعت کرنے والی) تھیں، اور ان کی نانی کو بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل تھا۔

لیلیٰ بنتِ رِئاب[14]

«ليلىبنت رِئَاب بن حُنَيْف بن زياد بن أميّة بن زيد بن سالم، وأمّها أَمَةُ الله بنت غنيمة بن عبد الله من بنى ضمرة بن بكر. تزوّجها عتْبان بن مالك بن عمرو بن العَجْلَان بن زيد بن غنم بن سالم فولدت له عبد الرحمن بن عِتْبان، ثمّ خلف عليها عبد الرحمن بن عامر بن النعمان بن زهير بن الحارث بن أحمر بن مَجْدَعة بن عامر بن كعب بن واقف، وهو سالم بن امرئ القيس، فولدت له النعمان وأمامة وأم حُسَيْن بنى عبد الرحمن، ثمّ خلف عليها عبد الله بن عمرو بن سويد بن حَرَام بن الهيثم بن ظفر فولدت له سُعدَة بنت عبد الله. أسلمت ليلى وبايعت رسول الله، صلى الله عليه وسلم.»

لیلیٰ بنتِ رِئاب یہ انصار کے قبیلے بنو سالم سے تعلق رکھنے والی جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام 'امۃ اللہ بنتِ غنیمہ' تھا جو بنو ضمرہ قبیلے سے تھیں۔ سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں یکے بعد دیگرے تین نکاح کیے۔

ان کا پہلا نکاح مشہور بدری صحابی **حضرت عِتبان بن مالک رضی اللہ عنہ** سے ہوا (یہ وہی جلیل القدر صحابی ہیں جن کے گھر رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر تشریف لے جاکر نماز پڑھائی تھی)۔ ان سے ان کے بیٹے عبد الرحمن بن عتبان پیدا ہوئے۔

14 الطبقات الكبرى - ط الخانجي (ابن سعد) «ومن نساء القَوَاقِلَة وهم بنو عوف بن الخزرج الكبير»

پہلے شوہر کی وفات یا جدائی کے بعد، ان کا دوسرا نکاح **عبد الرحمن بن عامر** سے ہوا، جن سے ان کے ہاں تین بچے: نعمان، امامہ اور ام حسین پیدا ہوئے۔

پھر ان کے بعد، ان کا تیسرا نکاح **عبد اللہ بن عمرو بن سوید** سے ہوا، جن سے ان کی بیٹی 'سُعدہ بنتِ عبد اللہ' پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعتِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔"

ہُزَیلہ بنت ثابت بن ثعلبہ [15]

هُزيلة بنت ثابت بن ثعلبة بن جُلاس بن زيد بن مالك الأغر. تزوّجها الحارث بن ثابت بن حارثة بن ثعلبة بن جُلاس، ثمّ خلف عليها أبو مسعود عُقْبة بن عَمرو بن ثَعْلَبة بن أَسِيرَة بن عَسِيرَة بن عطيّة بن خُدَارة ثمَّ خلف عليها عبد الرحمن بن ساعدة بن الأشيم بن جشم بن قيس بن عمرو بن امرئ القيس بن مالك مِنْ بَلْحَارِث. أسلمت وبايعت رسول الله.»

ہُزَیلہ بنت ثابت بن ثعلبہ یہ بنو حارث (انصار) قبیلے سے تعلق رکھنے والی جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کیں۔ ان کا پہلا نکاح **الحارث بن ثابت** سے ہوا۔ ان کی وفات یا جدائی کے بعد، ان کا دوسرا نکاح مشہور صحابی **ابو مسعود عُقبہ بن عمرو** (بدری صحابی) سے ہوا۔ پھر ان کے بعد، انہوں نے تیسرا نکاح **عبد الرحمن بن ساعدہ** سے کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدہ جمیلہ بنت عبد اللہ [16]

«جميلة بنت عبد الله بن أبي بن مالك بن الحارث بن عبيد بن مالك بن سالم بن غنم بن عوف، وأمها خولة بنت المنذر بن حرام بن عمرو بن زيد مناة بن عدي بن عمرو بن مالك بن النجار من بني مغالة. تزوجها حنظلة بن أبي عامر الراهب عبد عمرو بن صيفي بن النعمان بن مالك بن أمة بن ضبيعة بن زيد من بني عمرو بن عوف من الأوس فقتل يوم أحد شهيدا»

---

15 الطبقات الكبرى - ط الخانجي (ابن سعد) «ومن نساء الخزرج بن حارثة بن ثعلبة بن عمرو بن عامر المبايعات ثمّ نساء بنى الحارث بن الخزرج»
16 الطبقات الكبرى - ط دار صادر (ابن سعد) «تسمية نساء الأنصار المسلمات المبايعات»

«وولدت عبد الله بن حنظلة بعده، ثم خلف عليها ثابت بن قيس بن شماس بن مالك بن امرئ القيس بن مالك بن ثعلبة بن كعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج فولدت له محمدا، ثم خلف عليها مالك بن الدخشم بن مرضخة بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج، ثم خلف عليها خبيب بن يساف بن عتبة بن عمرو بن خديج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج. وأسلمت جميلة وبايعت رسول الله، وأخو جميلة عبد الله بن عبد الله بن أبي لأبيها وأمها، شهد بدرا، وقتل ابناها عبد الله بن حنظلة بن أبي عامر الراهب ومحمد بن قيس بن شماس يوم الحرة، وحنظلة بن أبي عامر الراهب هو غسيل الملائكة.»

مدینہ منورہ کی فضاؤں میں ایمان کی خوشبو پھیل چکی تھی۔ انہی پاکیزہ نفوس میں ایک نام جمیلہ بنت عبد اللہ کا بھی تھا، جنہوں نے کفر اور نفاق کے گھر میں آنکھ کھولنے کے باوجود اسلام کی روشنی کو دل میں اتارا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔

ان کا پہلا نکاح مدینہ کے ایک مخلص نوجوان حنظلہ بن ابی عامر سے ہوا۔ ابھی شادی کی پہلی ہی رات گزری تھی کہ غزوۂ احد کا پکارنے والا پکار اٹھا۔ حضرت حنظلہ بسترِ عروسی سے اٹھے اور جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کیا اور تاریخ میں "غسیلِ ملائکہ" (جسے فرشتوں نے غسل دیا) کے لقب سے امر ہو گئے۔

سیدہ جمیلہ بیوہ ہو گئیں اور چند ماہ بعد ان کے بطن سے حضرت حنظلہ کی نشانی، عبد اللہ بن حنظلہ پیدا ہوئے۔ اب ذرا سوچیے، ایک شہید کی بیوہ، گود میں یتیم بچہ، اور مدینے کا وہ معاشرہ! کیا سیدہ جمیلہ نے اپنی بقیہ زندگی صرف آنسو بہانے اور ماضی کی یادوں کے سہارے گزارنے کا فیصلہ کیا؟ کیا معاشرے نے انہیں "دوسرے نکاح کے ناقابل" سمجھا؟

ہرگز نہیں! اسلام نے بیوگان اور مطلقات کے نکاحِ ثانی کو ایک نعمت اور زندگی کا فطری حق بنایا تھا۔ چنانچہ، ان کی عدت کے بعد مدینہ کے جلیل القدر صحابی اور انصار کے مایہ ناز خطیب، حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے انہیں عزت کا رشتہ پیش کیا۔ سیدہ جمیلہ نے اس رشتے کو قبول کیا، جس سے ان کے ہاں بیٹے محمد کی ولادت ہوئی۔

زندگی کے شب وروز گزرتے گئے اور تقدیر کے فیصلوں کے تحت جب یہ نکاح بھی برقرار نہ رہا، تو سیدہ جمیلہ گوشہ نشین نہیں ہوئیں۔ انہوں نے اپنی عفت وحیا کی حفاظت، بچوں کی بہترین کفالت اور زندگی کے سفر کو اکیلے کاٹنے کی بجائے تیسرا نکاح حضرت مالک بن الدخشم سے فرمایا۔ اور پھر ان کے بعد حضرت خبیب بن یساف کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

سیدہ جمیلہ کی زندگی کی یہ چار شادیاں آج کے مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا فکری تازیانہ ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں اگر کوئی خاتون بیوہ یا مطلقہ ہو جائے، تو دوسری شادی کو ایک عیب یا بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ معاشرتی دباؤ اور بے جا روایات کے خوف سے خواتین اکیلے زندگی کاٹ دیتی ہیں، جس سے کئی نفسیاتی اور اخلاقی مسائل جنم لیتے ہیں۔

لیکن اسلام کا سنہرا دور دیکھیے! ایک ایسی خاتون جو "غسیل الملائکہ" جیسے عظیم شہید کی بیوہ تھیں، وہ یکے بعد دیگرے چار نکاح فرماتی ہیں، اور مدینے کا معاشرہ ان کی عزت و تکریم میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا۔ ان کا ہر شوہر انہیں عزت دیتا ہے، اور ان کے بچوں کی پرورش میں ہاتھ بٹاتا ہے۔ ان کے دو بیٹے (عبد اللہ بن حنظلہ اور محمد بن قیس) آگے چل کر تاریخِ اسلام کے عظیم رہنما بنے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ماؤں کی متعدد شادیاں بچوں کی تربیت اور غیرت پر کبھی اثر انداز نہیں ہوتیں، بلکہ انہیں ایک محفوظ اور مستحکم خاندانی نظام فراہم کرتی ہیں۔

سیدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ[17]

«أم أبان بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس بن عبد مناف (5) أخت هند وخالة معاوية كانت بالشام وشهدت الفتح مع أخيها أبي هاشم وزوجها أبان بن سعيد بن العاص ابن أمية بن عبد شمس وقتل عنها يوم أجنادين (6) وقيل إنه لم يكن معها سوى ليلتين حتى قتل عنها ذكر ذلك عبد الله بن محمد بن ربيعة القدامي في كتاب فتوح الشام تصنيفه أخبرنا أبو الحسين بن الفراء وأبو غالب وأبو عبد الله ابنا البنا قالوا أنا أبو جعفر» «المعدل أنا أبو طاهر بن عبد الرحمن أنا أبو عبد الله نا الزبير قال في تسمية ولد عتبة بن ربيعة قال (1) وولد أبا هاشم بن عتبة وأم أبان ولدت لطلحة بن عبيد الله وأمهم (2) خناس بنت مالك بن مضرب وأخواهم لأمهم (3) مصعب وأبو عزيز (4) ابنا عمير بن هاشم ابن عبد الدار بن قصي أنبأنا أبو محمد عبد الجبار بن محمد بن (5) أحمد الفقيه ونا أبو الحسين علي بن سليمان الفقيه عنه قال أنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي قراءة عليه نا أبو عبد الله الحافظ أخبرني عبيد الله بن محمد بن أحمد البلخي ببغداد من أصل كتابه نا أبو إسماعيل محمد بن إسماعيل الترمذي نا سليمان بن أيوب بن سليمان بن عيسى بن موسى بن طلحة ابن عبيد الله القرشي حدثني أبي عن جدي عن موسى بن طلحة بن عبيد الله قال خطب عمر بن الخطاب أم أبان بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس فأبته فقيل لها ولم؟ قالت إن دخل دخل ببأس (6) وإن خرج خرج بيأس قد أذهله (7) أمر آخرته عن أمر دنياه كأنه ينظر إلى ربه بعينه ثم خطبها الزبير بن العوام فأبته فقيل لها ولم قالت ليس لزوجته منه إلا شارة في قراملها (8) ثم خطبها علي فأبت فقيل لها ولم قالت ليس لزوجته منه إلا شارة في قراملها ثم خطبها علي فأبت فقيل لها ولم قالت ليس لزوجته منه إلا قضاء حاجته ويقول كنت وكنت وكان وكان ثم خطبها طلحة [ابن عبيد الله] (9) فقالت: زوجي حقا قالوا وكيف ذلك قالت إني عارفة بخلائقه إن دخل دخل ضحاكا وإن خرج خرج بساما إن سألت أعطى وإن سكت ابتدأ وإن عملت شكر وإن أذنبت» «غفر فلما أن ابتنى بها قال علي يا أبا محمد إن أذنت لي أن أكلم أم أبان قال كلمها قال فأخذ سجف الحجلة ثم قال السلام عليك يا غريرة نفسها قالت وعليك السلام قال خطبك أمير المؤمنين وسيد المسلمين فأبيته قالت كان ذلك قال وخطب الزبير ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وأحد حوارييه (1) فأبيته قالت وقد كان ذلك قال وخطبتك أنا وقرابتي من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت قد كان ذلك قال أما والله لقد تزوجت أحسننا وجها وأبذلنا كفا يعطي هكذا وهكذا أخبرنا أبو الحسين بن الفراء وأبو غالب وأبو عبد الله ابنا البنا قالوا أنا أبو جعفر أنا أبو طاهر أنا أحمد نا الزبير حدثني محمد بن سلام عن محمد بن حفص التيمي قال: قدمت أم أبان بنت عتبة بن ربيعة من الشام فخطبها عمر بن الخطاب وخطبها علي ابن أبي طالب فأبت وتزوجت طلحة بن عبيد الله ودعا طلحة أصحابه للوليمة فقال له علي يا أبا محمد أكلمها؟ قال كلم بنت عمك بما شئت قال يا عدوة نفسها خطبك أمير المؤمنين فأبيته وخطبك ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصهره فأبيته وتزوجت ابن ابنة (2) الحضرمي؟ فقالت ما ألوت نفسي خيرا قال والله إنه لفتانا وأسخانا آل محمد وآل الزبير وقد روى غيره أن الزبير بن العوام أيضا ممن كان خطبها وأن علي بن أبي طالب قال لها وخطبك الزبير بن العوام حواري رسول الله صلى الله عليه وسلم»

یہ اس دور کا ذکر ہے جب شام کے تپتے ہوئے میدانوں سے فتح و نصرت کی خبروں کے ساتھ شہداء کے خانوادے مدینہ منورہ پہنچ رہے تھے۔ انہی مسافروں میں عقل و دانش اور حسن و جمال کی پیکر، سیدہ ام ابان بنتِ عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں، جو سیدہ ہند کی سگی بہن اور امیر معاویہ کی خالہ تھیں۔ ابھی ان کی شادی کو چند ہی روز گزرے تھے کہ ان کے شوہر حضرت ابان بن سعید معرکہ اجنادین میں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے، اور وہ بیوگی کی چادر اوڑھے مدینہ واپس لوٹی تھیں۔

عہدِ رسالت اور دورِ صحابہ کا معاشرہ کسی بیوہ یا مطلقہ عورت کو تنہائی کے جہنم میں سسکنے کے لیے نہیں چھوڑتا تھا، بلکہ وہاں "نکاحِ ثانی" کو ایک مقدس سماجی پناہ گاہ اور تحفظ کا درجہ حاصل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی سیدہ ام ابان مدینہ پہنچیں، تو

---

[17] تاريخ دمشق لابن عساكر (أبو القاسم ابن عساكر) «أم أبان بنت عتبة بن ربيعة بن عبد شمس بن عبد مناف ()»(من النساء»

ان کے بلند مرتبے اور اوصاف کی بناپر وقت کے چار عظیم ترین کبار صحابہ اور مدینہ کے مقتدر ترین خطیب ایک کے بعد ایک ان کے گھر پر نکاح کا پیغام لے کر آ کھڑے ہوئے۔

سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رشتہ بھیجا، مگر سیدہ نے معذرت کرلی۔ جب لوگوں نے حیرت سے پوچھا کہ وقت کے خلیفہ کو انکار کیوں؟ تو انہوں نے اپنی گہری نفسیاتی پرکھ کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا:

"وہ جب گھر آتے ہیں تو رعب و ہیبت کے ساتھ آتے ہیں اور جب نکلتے ہیں تو اسی فکر میں ہوتے ہیں۔ انہیں آخرت کے معاملے نے دنیا سے ایسا غافل کرر کھا ہے گویا وہ اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں (یعنی ان کا مزاج بہت سخت اور زاہدانہ ہے)۔"

پھر حضور ﷺ کے پھوپھی زاد اور حوارِیِ رسول حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے رشتہ بھیجا، تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ ان کے ہاں بیوی کے لیے صرف ظاہری رکھ رکھاؤ اور سخت غیرت کی پابندیاں ہیں۔

اس کے بعد علم و دانش کے شہر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پیغامِ نکاح بھیجا، مگر سیدہ نے انہیں بھی جواب دیا کہ وہ اپنی علمی و سیاسی مصروفیات اور پرانی یادوں میں مگن رہنے والے مرد ہیں۔

بالآخر، جب فیاضِ اسلام حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشکش کی، تو سیدہ ام ابان کا چہرہ کھل اٹھا اور انہوں نے پکار کر کہا: "یہ ہیں میرے حقیقی شوہر!" لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ان میں ایسا کیا دیکھا؟ تو انہوں نے ایک مثالی ازدواجی زندگی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"میں ان کے اخلاق کو خوب جانتی ہوں؛ وہ جب گھر آتے ہیں تو ہنستے مسکراتے ہوئے آتے ہیں اور جب باہر جاتے ہیں تو تبسم کے ساتھ جاتے ہیں۔ اگر میں کچھ مانگوں تو عطا کرتے ہیں، اگر خاموش رہوں تو خود گفتگو کا آغاز کر کے میری ضرورت بھانپ لیتے ہیں۔ اگر میں کوئی اچھا کام کروں تو شکر گزاری کرتے ہیں اور اگر مجھ سے کوئی خطا ہو جائے تو در گزر

فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ مبارک نکاحِ ثانی طے پا گیا اور حضرت طلحہ نے مدینہ والوں کو ولیمے کی دعوت پر مدعو کیا۔ یہ وہ معاشرہ تھا جہاں دوسری شادی پر پہلی بیویاں گھر سر پر نہیں اٹھاتی تھیں اور نہ ہی سماج اسے عیب سمجھتا تھا، بلکہ مرد اور عورتیں مل کر اس نئے بندھن کی خوشی مناتے تھے۔ ولیمے کی محفل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے دولہا حضرت طلحہ سے مسکرا کر کہا: "اے ابو محمد! کیا آپ مجھے ام ابان سے بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت طلحہ نے فراخ دلی سے کہا: "جی بالکل، اپنی چچازاد سے جو چاہیں بات کریں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پردے کی اوٹ (سجف الحجلة) کے پاس جا کر آواز دی: "تم پر سلام ہو، اے اپنے نفس کے لیے خیر چننے والی! تمہیں امیر المؤمنین (عمر) نے پیغام دیا تو تم نے انکار کیا، زبیر نے پیغام دیا تو انکار کیا، اور میں نے رشتہ بھیجا تو تم نے رد کر دیا؟

پردے کے پیچھے سے سیدہ ام ابان نے پوری خود اعتمادی اور وقار کے ساتھ جواب دیا: "ما ألوت نفسي خيراً" یعنی **"جی ہاں ایسا ہی ہوا تھا، اور میں نے اپنے نفس کے لیے بہترین بھلائی چننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"**

ان کا یہ دوٹوک اور مدلل جواب سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی ناراضگی ظاہر نہیں کی، بلکہ ان کے اس فیصلے کی تائید کرتے ہوئے بلند آواز میں گواہی دی اور فرمایا

" خدا کی قسم! تم نے سچ کہا۔ تم نے ہم سب میں سے سب سے خوبصورت چہرے والے اور سب سے زیادہ سخی انسان سے شادی کی ہے، جو دونوں ہاتھوں سے مال لٹاتا ہے اور آلِ محمد و آلِ زبیر میں سب سے بڑھ کر جوانمرد ہے۔"

تاریخ دمشق کا یہ پورا واقعہ گواہی دیتا ہے کہ سلف صالحین کے نزدیک بیوہ یا مطلقہ خواتین کا دوسرا یا تیسرا نکاح کرنا ایک عام اور پسندیدہ عمل تھا، اور وقت کے اکابرین خود بڑھ چڑھ کر ان خواتین کو نکاحِ ثانی کے ذریعے اپنے گھروں کا حصہ بناتے تھے تاکہ معاشرے کا کوئی بھی فرد تنہائی اور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہو۔

سیدہ جمیلہ بنتِ ثابت بن ابی الاقلح رضی اللہ عنہا[18]

«جَمِيلَةُبنت ثابت بن أَبِي الأَقْلَح، واسمه قيس بن عُصَيمة بن مالك بن أمة بن ضبيعة. تزوّجها عمر بن الخطّاب فولدت له عاصم بن عمر، ثمّ خلف عليها يزيد بن جارية بن عامر بن مجمّع بن العطّاف بن ضبيعة فولدت له عبد الرحمن بن يزيد. وأسلمت جميلة وبايعت رسول الله، صلى الله عليه وسلم.»

انصاریہ باوقار: سیدہ جمیلہ بنتِ ثابت رضی اللہ عنہا

مدینہ منورہ کے ایک مقتدر اور معزز خاندان کی چشم و چراغ تھیں۔ ان کا پہلا نکاح امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا، جن کے بطن سے ان کے نامور بیٹے حضرت عاصم بن عمر پیدا ہوئے۔

بعد ازاں، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کی علیحدگی (طلاق) ہو گئی، تو انہوں نے مروجہ معاشرتی طعنوں، تنہائی کے خوف یا مطلقہ ہونے کے سماجی دباؤ کی ذرا بھی پروانہ کی؛ بلکہ عفت اور خاندانی تحفظ کے اسلامی اصول پر عمل کرتے ہوئے مدینہ کے ایک اور معزز انصاری صحابی **حضرت یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ** سے اپنا نکاحِ ثانی (دوسری شادی) کر لیا۔ اس دوسرے مبارک نکاح سے ان کے ہاں بیٹے عبد الرحمن بن یزید پیدا ہوئے۔ سیدہ جمیلہ ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور خود رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا عظیم شرف حاصل کیا۔

سیدہ جمیلہ بنتِ ثابت رضی اللہ عنہا کا یہ تاریخی اسوہ ان خاندانی بتوں کو پاش پاش کرتا ہے جو طلاق یا بیوگی کے بعد عورت کے دوسرے نکاح کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر اسلام کا خاندانی نظام طلاق کے بعد عورت کو تنہا اور محروم دیکھنے کا قائل ہوتا، تو مدینہ کی یہ مقتدر بیٹی عدت کے بعد گھر بیٹھ رہتی۔ مگر انہوں نے نکاحِ ثانی کے ذریعے سسکتی ہوئی تہذیب کو یہ پیغام دیا کہ

---

[18] الطبقات الكبرى - ط الخانجي (ابن سعد) «ومن نساء بنى عمرو بن عوف بن مالك بن الأوس»«تسمية نساء الأنصار المسلمات المبايعات من الأَوْس»

حلال راستوں کو اختیار کرنا عزم وو قار کی نشانی ہے، نہ کہ کسی ملامت کی، اور عہدِ رسالت کا پاکیزہ معاشرہ عورت کے تعددِ نکاح کو عزت و کفل (کفالت) کی نگاہ سے دیکھتا تھا، طعنوں کی نگاہ سے نہیں۔"

احتجاجی مہمات اور خواتین کے بینرز کے نعرے

مصر، سعودی عرب، اردن اور مراکش جیسے ممالک میں ایسی مہمات (جیسے مصر میں "تزوجوا تصحوا "یا"زوجي زوجك "نامی مہمات) چلائی گئیں جہاں خواتین نے خود دوسری شادی کی حمایت کی۔ ان کے بینرز پر درج ذیل نعرے اور مطالبات لکھے ہوئے تھے

تعدد الزوجات قضاء على العنوسة

دوسری شادی بن بیاہی عمر رسیدہ خواتین کے مسئلے کا خاتمہ ہے

أختي المسلمة.. شاركيني في زوجي ولا تتركي نفسك للوحدة

میری مسلمان بہن! میرے شوہر میں میری شریک بن جا، اور خود کو تنہائی کے لیے نہ چھوڑ

حلال الله أفضل من الحرام.. التعدد حماية للمجتمع

اللہ کا حلال کردہ راستہ حرام سے بہتر ہے.. دوسری شادی معاشرے کی حفاظت ہے

زوج واحد لا يكفي لحل أزمة ملايين العوانس والمطلقات

کروڑوں بن بیاہی، مطلقہ اور بیوہ خواتین کے بحران کو حل کرنے کے لیے ایک شادی کافی نہیں

- لأنني أحب زوجي وأخاف عليه من النار، أرتضي له شريكةً في الحلال ولا " أرتضي له سقوطاً في الحرام"

ترجمہ: چونکہ میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہوں اور اس کے لیے جہنم کی آگ سے) ڈرتی ہوں، میں اس کے لیے حلال میں شریکِ حیات تو پسند کر سکتی ہوں (لیکن حرام میں اس کا گرنا برداشت نہیں کر سکتی

- طهارة ثوب زوجي بزواجٍ ثانٍ أقرُّ لعين ديني، من أن أراه يلوث عفّته خلف " الأستار"

ترجمہ: دوسری شادی کے ذریعے میرے شوہر کے دامن کا پاک رہنا میرے دین) کی نظر میں اس سے زیادہ ٹھنڈک کا باعث ہے کہ میں اسے پردوں کے پیچھے اپنی (عفت کو داغدار کرتے دیکھوں

- "إن كان ولا بد من امرأةٍ أخرى في حياة زوجي، فلتكن زوجةً مكرمة لها ما لي، لا عشيّةً في الظلام"

(ترجمہ: اگر میرے شوہر کی زندگی میں کسی دوسری عورت کا ہونا ناگزیر ہی ہے، تو وہ ایک باعزت بیوی ہونی چاہیے جس کے حقوق میرے جیسے ہوں، نہ کہ اندھیروں میں چھپنے والی کوئی معشوقہ)

- "أيتها الزوجة: لا تدفعي زوجكِ إلى الخيانة بِ غلقِ أبواب الشريعة، فالحلال طُهرٌ للجميع"

(ترجمہ: اے بیوی! شریعت کے دروازے بند کر کے اپنے شوہر کو خیانت کی طرف نہ دھکیلو، کیونکہ حلال کا راستہ سب کے لیے پاکیزگی ہے)

- "عجبتُ لمن تبيتُ ليلها آمنةً وزوجها يخونها سرّاً، وتُقيم الدنيا ولا تقعدها إذا تزوج علانيةً جهاراً!"

(ترجمہ: مجھے تعجب ہے اس عورت پر جو رات کو اس حال میں اطمینان سے سوتی ہے کہ اس کا شوہر چھپ کر خیانت کر رہا ہے، لیکن اگر وہ علانیہ نکاح کر لے تو وہ قیامت برپا کر دیتی ہے!)

- "الغيرة غريزة، لكنّ حماية الدين والمجتمع من الرذيلة فوق كل غريزة"

ترجمہ: غیرت ایک فطری جذبہ ہے، لیکن دین اور معاشرے کو برائی)
(سے بچانا ہر جذبے اور عزیزے سے بالاتر ہے

إنكار التعدد التزاماً بالأنوية الشخصية يُسهم بطرقٍ غير مباشرة في اتساع دائرة " •
"العلاقات غير الشرعية

ترجمہ: محض ذاتی انا کی خاطر دوسری شادی کا انکار کرنا، بالواسطہ طور پر غیر شرعی)
:(تعلقات کے دائرے کو وسیع کرنے میں مددگار بنتا ہے

- "التعدد تكافل اجتماعي ورعاية للمطلقات والأرامل"

(ترجمہ: دوسری شادی ایک سماجی یکجہتی اور مطلقہ و بیوہ خواتین کی کفالت کا ذریعہ
ہے)

- "صناعة الأسرة المستقرة تبدأ بفتح أبواب الحلال"

(ترجمہ: مستحکم خاندان کی تعمیر، حلال کے دروازے کھولنے سے شروع ہوتی ہے)

- "ستر المرأة وإعالتها في بيت زوجي أفضل من تركها للزمن"

(ترجمہ: عورت کی پردہ پوشی اور اس کی کفالت میرے شوہر کے گھر میں ہونا، اسے
زمانے کے رحم و کرم پر چھوڑنے سے بہتر ہے)

- "نعم للتعدد العلني الشفاف.. لا للعلاقات السرية والمشبوهة"

(ترجمہ: علانیہ اور شفاف دوسری شادی کوہاں.. خفیہ اور مشکوک تعلقات کونا)

- "التعدد تحصين للشباب والمجتمع من فتن العصر"

(ترجمہ: دوسری شادی نوجوانوں اور معاشرے کو موجودہ دور کے فتنوں سے بچانے کا ایک حصار ہے)

- "شرع الله لا يأتي إلا بالخير.. التعدد أمان للمجتمع"

(ترجمہ: اللہ کی شریعت صرف خیر ہی لاتی ہے.. تعددِ ازواج معاشرے کے لیے امن وامان ہے)

- "العنوسة قنبلة موقوتة، والتعدد هو الحل الحقيقي"

(ترجمہ: شادی میں تاخیر (عنوسہ) ایک ٹائم بم ہے، اور دوسری شادی ہی اس کا حقیقی حل ہے)

- "أنقذوا بناتنا من قطار العمر بتسهيل التعدد وقبوله"

(ترجمہ: دوسری شادی کو آسان اور قبول کرکے ہماری بیٹیوں کو عمر کی ریل گاڑی (بڑھتی عمر) سے بچائیں)

- "أختي، لا تكوني أنانية.. التعدد يمنح الآخرين فرصة للحياة الأمومة"

(ترجمہ: میری بہن، خود غرض نہ بنو.. دوسری شادی دوسری خواتین کو بھی ماں بننے اور زندگی گزارنے کا موقع دیتی ہے)

إن كنت رجلاً حقاً.. فلا تخف وتزوج الثانية والثالثة لإعفاف بنات المسلمين"

:اگر تم واقعی مرد ہو.. تو ڈرو نہیں، اور مسلمان بیٹیوں کو پاکدامن بنانے کے لیے دوسری اور تیسری شادی کرو

الرجولة شجاعة ومسؤولية.. التعدد للرجال الأقوياء لا للخابئين خلف الخوف"

:مردانگی بہادری اور ذمہ داری کا نام ہے.. دوسری اور تیسری شادی مضبوط مردوں کا کام ہے، خوف کے پیچھے چھپنے والوں کا نہیں

تثبت رجولتك بالقدرة على فتح بيتٍ حلالٍ جديد، لا بالهروب من المسؤولية الاجتماعية"

تمہاری مردانگی ایک نیا حلال گھر کھولنے کی صلاحیت سے ثابت ہوتی ہے، سماجی ذمہ داری سے بھاگنے سے نہیں

يا زوجي: خُذ بِيَدِ أختي إلى الحلال، فأن أراك عادلاً في بيتين، أحبُّ إليّ من أن أراك خائفاً في الظلام".

اے میرے شوہر! میری بہن کا ہاتھ پکڑ کر اسے حلال کے دائرے میں لاؤ، کیونکہ مجھے تمہیں دو گھروں میں عدل کرتا دیکھنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں تمہیں اندھیروں میں ڈرتا ہوا دیکھوں

عجباً لمجتمعٍ يستسيغُ العشيقاتِ في السر، ويُحاربُ الزوجاتِ في العلن"!

تعجب ہے ایسے معاشرے پر جو چھپ کر رکھی جانے والی معشوقاؤں کو تو برداشت کرلیتا ہے، لیکن علانیہ بنائی جانے والی بیویوں کے خلاف جنگ چھیڑ دیتا ہے!

" لا تقل 'أنا رجل' وأنت ترتعد خوفاً من فتح بيتٍ حلال يحمي امرأة مستورة".

یہ نہ کہو کہ 'میں مرد ہوں' جب کہ تم ایک پردہ دار عورت کے تحفظ کے لیے نیا حلال گھر کھولنے کے خوف سے کانپ رہے ہو

حاربتم التعدد باسم حقوق المرأة، فتركتم ملايين النساء بلا حقوق ولا سند ولا كرامة".

تم نے عورت کے حقوق کے نام پر دوسری شادی کے خلاف جنگ لڑی، اور نتیجہ یہ نکلا کہ کروڑوں عورتوں کو بغیر حقوق، بغیر سہارے اور بغیر عزت کے چھوڑ دیا

المصطلحات الغربية المستوردة لم تحمِ نساءنا؛ شريعة رب العالمين بالتعدد هي الحصن الحصين".

مغرب کی درآمد شدہ اصطلاحات ہماری عورتوں کی حفاظت نہ کرسکیں؛ رب العالمین کی شریعت اور اس کا تعددِ ازواج کا قانون ہی سب سے مضبوط قلعہ ہے

بيوتنا تمتلئ بالبنات، والحل في شجاعة الرجال؛ لا تتركوا قطار العمر يدهس زهورنا".

ہمارے گھر بیٹیوں سے بھرے پڑے ہیں اور حل صرف مردوں کی شجاعت میں ہے؛ عمر کی ریل گاڑی کو ہمارے چمن کے پھولوں کو کچلنے نہ دو

الرزق بيد الله والستر مسؤوليتكم؛ فلا تعتذروا بِ قلة المال لتبرير ضعف الرجال".

رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور پردہ پوشی تمہاری ذمہ داری ہے؛ پس مردانہ کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے مال کی کمی کا عذر پیش نہ کرو

الحلال أوسع.. فلا تضيقوا ما وسّع الله".

حلال کا راستہ بہت وسیع ہے.. پس اس چیز کو تنگ مت کرو جسے اللہ نے وسعت دی ہے

الخوف من كلام الناس لا يصنع رجالاً؛ التعدد شرفٌ لا يناله إلا أصحاب النفوس العظيمة".

لوگوں کی باتوں کا خوف کبھی مرد پیدا نہیں کرتا؛ دوسری شادی وہ اعزاز ہے جو صرف عظیم حوصلے والے مردوں کو ہی نصیب ہوتا ہے

" أيتها الأخت: كوني مفتاحاً للخير ولا تكوني قفلاً في وجه العفاف، فالدنيا فانية والأجر باقٍ".

اے میری بہن! خیر کی چابی بنو اور پاکدامنی کے راستے کا تالا مت بنو، کیونکہ دنیا فانی ہے اور اس ایثار کا اجر ہمیشہ رہنے والا ہے

" لا تحزنوا على العوانس بِ الكلمات، بل افسحوا لهنّ مكاناً في بيوتكم كزوجاتٍ مكرمات".

بن بیاہی خواتین پر صرف لفظوں کے ذریعے افسوس مت کرو، بلکہ انہیں اپنی زندگیوں اور گھروں میں باعزت بیویوں کے طور پر جگہ دو

معاشرے کی جھوٹی ہمدردی کسی بیوہ یا مطلقہ کا سہارا نہیں بن سکتی؛ ایک حلال گھر کی چھت، دنیا بھر کے لفظی دلاسوں سے بہتر ہے۔"

دوسری شادی عورت پر ظلم نہیں، بلکہ معاشرے کی مظلوم اور تنہا عورتوں کو سماجی تحفظ اور برابری کا حق دینے کا نام ہے۔"

مغربی تہذیب نے مرد کو 'تعددِ معشوقہ' کی کھلی چھوٹ دے کر عورت کو سڑک پر لا کھڑا کیا، جبکہ شریعت نے 'تعددِ ازواج' کے ذریعے اسے گھر کی ملکہ بنایا۔"

لوگ کہتے ہیں دوسری شادی سے پہلی کا دل ٹوٹتا ہے، مگر وہ یہ نہیں دیکھتے کہ دوسری شادی کا راستہ روکنے سے کتنی بے سہارا خواتین کی امیدیں اور زندگیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔"

خفیہ شادیاں اور طوائفیت معاشرے کو قبول ہیں کیونکہ وہ چھپ کر ہوتی ہیں، لیکن علانیہ اور پاکیزہ نکاح پر طوفان کھڑا کر دیا جاتا ہے کیونکہ وہ شریعت کا اعلان ہوتا ہے۔"

"اے مسلمان بیوی! اگر تم اپنے شوہر کو حلال کے راستے سے روکو گی، تو کل قیامت کے دن ان بہنوں کے حقوق کا جوابدہ کون ہو گا جو تمہاری انا کی وجہ سے تنہائی کی سولی پر چڑھی رہیں۔"

حقوقِ نسواں کے نام نہاد علمبردار عورت کو صرف ایک 'ورکر' بنانا چاہتے ہیں، جبکہ اسلام دوسری شادی کے قانون سے اسے 'گھر کی ملکہ' اور 'ماں' کا درجہ دیتا ہے۔"

دوسری شادی پہلی بیوی کی توہین نہیں، بلکہ ایک اور عفیفہ کو وہی حقوق، وہی عزت اور وہی مقام دینے کا نام ہے جو پہلی بیوی کو حاصل ہے۔"

گھروں کو بڑھتی عمر کی بیٹیوں کا قبرستان بنانے سے بہتر ہے کہ شجاعت کے ساتھ تعددِ ازواج کے کلچر کو زندہ کیا جائے۔

لبرل دنیا کی سب سے بڑی منافقت (مغربی ماڈل کا پوسٹ مارٹم)

"مغربی تہذیب نے مرد کو یہ 'آزادی' دی کہ وہ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے جتنی چاہے عورتوں سے پوشیدہ تعلقات (Mistresses) رکھے، گرل فرینڈز بنائے اور کلبوں میں راتیں گزارے۔ مغرب اس پر خاموش رہتا ہے کیونکہ وہاں عورت کو صرف ایک رات کا کھلونہ بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے، جس کی نہ کوئی معاشی ذمہ داری ہوتی ہے نہ قانونی۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ اگر دوسری عورت کی زندگی میں آنا ہے، تو چوروں کی طرح اندھیروں میں نہیں، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر نکاح کر کے آؤ، اسے پہلی بیوی کے برابر حقوق دو، اور سچے مرد کی طرح اس کی پوری زندگی کا بوجھ اٹھاؤ۔ **لبرل طبقے کو دوسری شادی سے تکلیف یہ نہیں کہ اس سے عورت مظلوم بنتی ہے، بلکہ تکلیف یہ ہے کہ اسلام مرد کو عیاشی کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اسے ذمہ داری کے کٹہرے میں کھڑا کر دیتا ہے!**

ظاہری پارسائی، باطنی خودغرضی

اے بڑی بڑی تسبیحوں پر انگلیوں کو گھمانے والیوں! اے نفل نمازوں، عمروں اور حج کی سعادتوں پر فخر کرنے والیوں! ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو۔ تمہارا یہ سارا تقویٰ، تمہاری یہ پارسائی اور تمہارا یہ 'اسلام' صرف اس وقت تک ہے جب تک شریعت تمہاری مرضی کے مطابق چل رہی ہو۔ لیکن جیسے ہی تمہارا شوہر معاشرے کی کسی مجبور بیوہ، بے سہارا مطلقہ یا کسی بن بیاہی سسکتی ہوئی مسلم بہن کو نکاح کے پاکیزہ رشتے کے ذریعے چھت، عزت اور تحفظ دینا چاہتا ہے، تمہارا وہ سارا اسلام سیکنڈوں میں کافور ہو جاتا ہے اور تمہاری ذات کا بت انگڑائی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تم اپنے شوہر کا گناہ کی دلدل میں گر جانا تو گوارا کر لیتی ہو، لیکن شریعت کی دی ہوئی حلال رخصت تمہاری انا کو گراں گزرتی ہے۔ یاد رکھو! کل قیامت کے دن جب تم اپنی نفلوں اور تسبیحوں کے ڈھیر لے کر کھڑی ہو گی، تو تمہاری یہ ظاہری عبادتیں ان لاکھوں مسلم بہنوں کے حقوق کا بدل نہیں بن سکیں گی جنہیں تم نے محض اپنے حسد اور ذاتی انا کی تسکین کے لیے عمر بھر کی محرومی، تنہائی اور سسکیوں کے جہنم میں جھونکے رکھا۔